ماہنامہ
دختران اسلام
لاہور

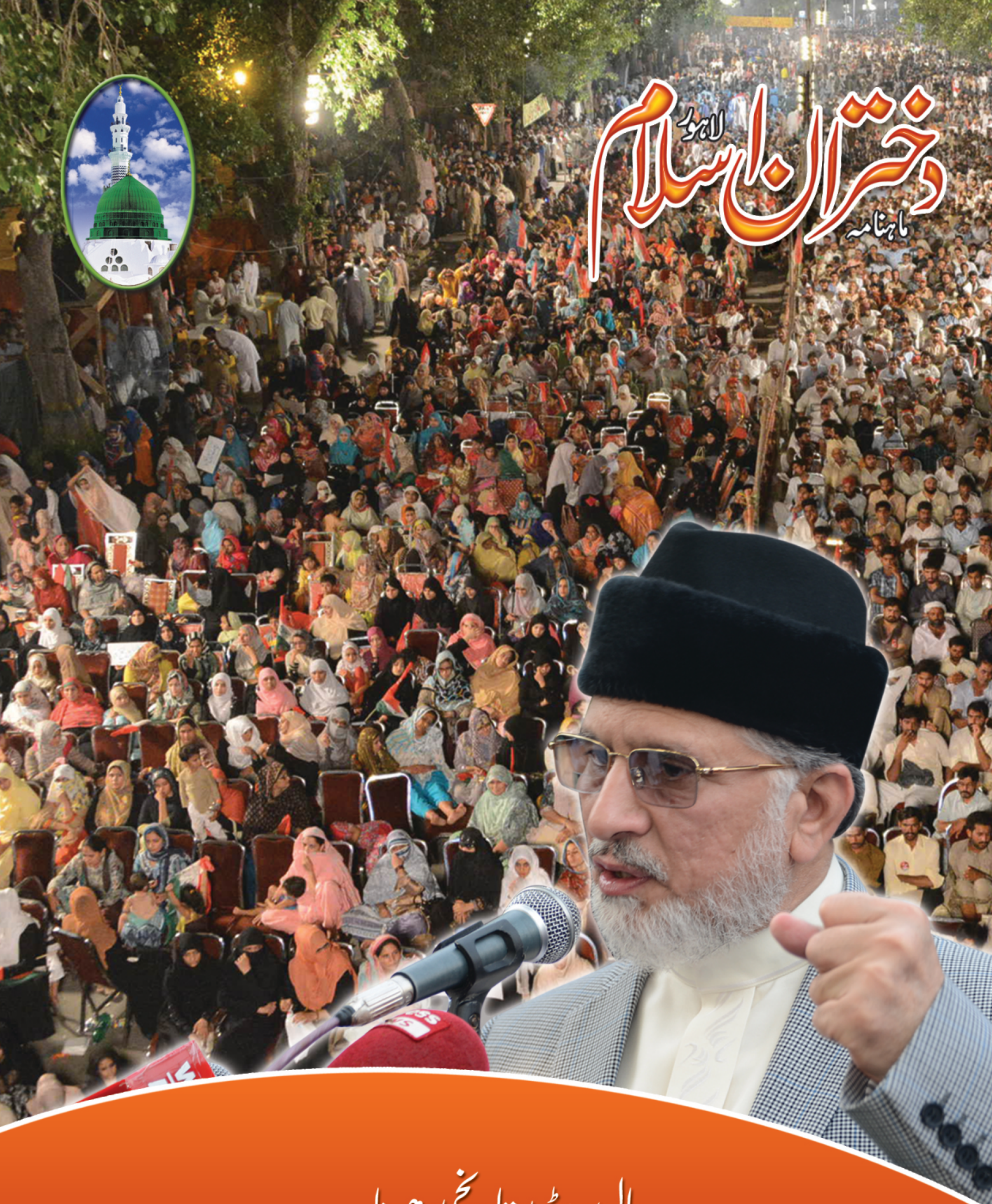

مال روڈ پر تاریخی دھرنا

عوام کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کا شہدائے ماڈل ٹاؤن سے اظہار یکجہتی

مقدمہ فوجی عدالت میں چلایا جائے۔ ڈاکٹر طاہر القادری

17 جون، مال روڈ لاہور: سانحۂ ماڈل ٹاؤن کے خلاف ''عوامی دھرنا''

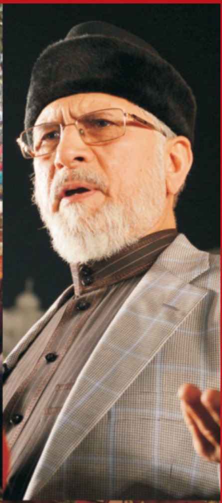

کراچی: 17 جون۔ نمائش چورنگی پر سانحۂ ماڈل ٹاؤن کے خلاف ''عوامی دھرنا''

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 23 شمارہ: 7 شوال ۱۴۳۷ھ / جولائی 2016ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

مجلس مشاورت
صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی
خرم نواز گنڈاپور
احمد نواز انجم
جی ایم ملک
منظور حسین قادری
سرفراز احمد خان
غلام مرتضیٰ علوی
نوراللہ صدیقی
فرح ناز

ایڈیٹوریل بورڈ
رافعہ علی
عائشہ شبیر
سعدیہ نصراللہ
راضیہ نوید

مینجنگ ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صبا

ناشر
علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر
عبدالسلام

فوٹوگرافی
محمود الاسلام قاضی

کتابت
محمد اکرم قادری

فہرس

اداریہ۔(پنجاب اسمبلی کے سامنے پاکستان عوامی تحریک کا فقید المثال دھرنا)		5
واقعہ اصحاب کہف کی عارفانہ تفسیر (شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب)	علامہ محمد حسین آزاد	7
قرآن کے نزول کا مقصد حصولِ ہدایت	ڈاکٹر ابوالحسن الازہری	17
ام المومنین حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیانؓ	نواز رومانی	25
امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی معاشی اصلاحات	مریم بشیر	30
معاشرتی مسائل کا حل۔ تعلیماتِ صوفیاء کی روشنی میں	فہمیدہ نسرین	36
عیدالفطر۔ عظیم اسلامی تہوار	محمد احمد طاہر	43
الفیوضات المحمدیہ		48
گلدستہ	نازیہ عبدالستار	49
پاکستان عوامی تحریک کا لاہور میں تاریخ ساز دھرنا حکمران قاتلوں کے خلاف عوامی ریفرنڈم	رپورٹ	50

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

﴿فرمان الٰہی﴾

هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ. جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ. مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ. وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ. هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ. اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ. هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ. جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ. هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ. وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ.

(ص، ۳۸: ۴۹.۵۸)

”یہ (وہ) ذکر ہے (جس کا بیان اس سورت کی پہلی آیت میں ہے)، اور بے شک پرہیزگاروں کے لیے عمدہ ٹھکانہ ہے۔ (جو) دائمی اِقامت کے لیے باغاتِ عدن ہیں جن کے دروازے اُن کے لیے کھلے ہوں گے۔ وہ اس میں (مسندوں پر) تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اس میں (وقفے وقفے سے) بہت سے عمدہ پھل اور میوے اور (لذیذ) شربت طلب کرتے رہیں گے۔ اور اُن کے پاس نیچی نگاہوں والی (باحیا) ہم عمر (حوریں) ہوں گی۔ یہ وہ نعمتیں ہیں جن کا روزِ حساب کے لیے تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ بے شک یہ ہماری بخشش ہے اسے کبھی بھی ختم نہیں ہونا۔ یہ (تو مومنوں کے لیے ہے)، اور بے شک سرکشوں کے لیے بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ (وہ) دوزخ ہے، اس میں وہ داخل ہوں گے، سو بہت ہی بُرا بچھونا ہے۔ یہ (عذاب ہے) پس انہیں یہ چکھنا چاہیے۔ کھولتا ہوا پانی ہے اور پیپ ہے۔ اور اسی شکل میں اور بھی طرح طرح کا (عذاب) ہے“۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

﴿فرمان نبوی ﷺ﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ، إِذَا أَذْنَبَ، كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ. فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ. فَإِنْ زَادَ زَادَتْ حَتَّى تَغْلَفَ قَلْبُهُ. فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللهُ فِي كِتَابِهِ ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ [المطففين، ۸۳: ۱۴]. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجه وَاللَّفْظُ لَهُ.

”حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان بن جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ کرلے اور (گناہ سے) ہٹ جائے اور استغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے (لیکن) اگر وہ زیادہ (گناہ) کرے تو یہ نشان بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے (پورے) دل کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور یہی وہ ”رَانَ“ (زنگ) ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں فرمایا ہے:

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

”ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے عملوں کی وجہ سے سیاہی چھا گئی ہے۔“

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص۴۱۰)

حمد باری تعالیٰ

ہر اِک کو صرف ہے تاحد مدعا معلوم
خدا ہے کتنا بڑا، یہ کسی کو کیا معلوم

ملا نہ جیسے وہ ہر اک کو ابتداء کی طرح
نہ کرسکے گا کوئی اس کی انتہاء معلوم

کرم ہے اس کا کہ اپنے پیمبروںؑ کے طفیل
کھلا وہ خود ہی تو کچھ سب کو ہوسکا معلوم

ہے اس کی ذات بہ شرح صفات اُس کی دلیل
نہیں کسی کو مگر اس سے وہ سوا معلوم

یہ صرف ذاتِ محمدؐ کا فیض ہے لوگو
ہوا ہے سب کو جو اللہ بَرملا معلوم

دلیل حسنِ حقیقت ہے اُسوۂ آقاؐ
اسی کے ربط سے ہے سب بُرا بھلا معلوم

ہر ایک مشقِ غلامی ہے مستند گویا
ہر ایک شخص کو ہے اپنا رستہ معلوم

وہ کائنات کا خالق ہے اس کے کیا کہنے
وہ خود بھی ہوگا نہیں خلق سے جدا معلوم

(عبدالعلیم کے۔ طالبؔ)

نعت رسول مقبول ﷺ

شوقِ کوئے رسولؐ رکھتا ہوں
صحنِ دل میں یہ پھول رکھتا ہوں

آستانِ رسولؐ سے نسبت
زندگی کا اصول رکھتا ہوں

میں ہوں وہ خوش نصیب، دامن میں
دشتِ طیبہ کی دھول رکھتا ہوں

قبر میں اک جواب کافی ہے
حُبِّ آل بتول رکھتا ہوں

ذکرِ سرکارؐ سے دل و جاں پر
رحمتوں کا نزول رکھتا ہوں

معجزہ عشق کی رسائی کا
پیشِ اہل عقول رکھتا ہوں

میں جو ہوں آج ان سے وابستہ
فکرِ فردا فضول رکھتا ہوں

دامنِ قطبؔ ہے بہار افزا
کچھ عقیدت کے پھول رکھتا ہوں

(خواجہ غلام قطب الدین فریدی)

پنجاب اسمبلی کے سامنے پاکستان عوامی تحریک کا فقید المثال دھرنا

پاکستان عوامی تحریک کے قائد ڈاکٹر محمد طاہرالقادری 15 جون کو صبح ساڑھے 8 بجے لندن سے علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ لاہور پہنچے جہاں ان کا عوامی تحریک کے کارکنان کی طرف سے پرتپاک استقبال کیا گیا۔ پھر 17 جون 2016ء کو پروگرام کے مطابق مال روڈ لاہور اسمبلی ہال کے سامنے عوامی تحریک کے کارکنان اور عوام نے عظیم الشان اور فقید المثال تاریخی دھرنا دیا۔ خواتین و حضرات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آرہا تھا اور شرکاء کے جذبات بھی دیدنی تھے۔ سٹیج مختلف جماعتوں کے قائدین سے بھرا ہوا تھا۔ سٹیج کے پیچھے قد آور بینر پر درج تھا ''17 جون ۔ 14 خون۔ کہاں ہے قانون؟'' اس کے ساتھ ہی تحریک کے قائد قاتل حکمرانوں کو للکارتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ پاکستان کی تمام بڑی پارٹیوں کے قائدین اور نمائندگان کے خطابات کے بعد رات گئے عوامی تحریک کے قائد کا خطاب شروع ہوا تو پورا لاہور فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ لوگ اپنے گھروں میں TV پر خطاب سننے کے لئے بے تاب تھے۔ حکمرانوں کی نیندیں اڑی ہوئی تھیں کہ نہ جانے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری آج کیا اعلان کرنے والے ہیں۔ وہ بھی اپنے گھر کے ڈرائینگ روم میں TV کو آن کئے بیٹھے ہونگے اور دو گھنٹے ہمہ تن گوش ہوکر اپنے مردہ ضمیر پر کفِ افسوس ملتے ہونگے اور ان کا ضمیر انہیں جھنجھوڑتے ہوئے انہیں لعنت ملامت کرتا ہوگا کہ آگے جاکر تو جہنم کا ایندھن بننا ہی ہے اب دنیا میں عوام کو کیا جواب دو گے؟ عوامی تحریک کے قائد ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی جرأت مندانہ اور بے باک آواز گونج رہی تھی کہ

ماڈل ٹاؤن سانحہ کے ذمہ دار شریف برادران اور ان کے حواری ہیں جنہوں نے دن کی روشنی میں 14 لوگ شہید اور 100 سے زائد کو زخمی کیا، یہ سارا قتل عام یکطرفہ تھا۔ اگر دن کی روشنی میں ہونے والی اس خون ریزی کے ذمہ داروں کو سزا نہیں دینی تو پھر پارلیمنٹ قانون بنا دے کہ ریاست جسے چاہے مار دے اور مرنے والے کو انصاف حاصل کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔ پولیس سے ہماری کوئی دشمنی نہیں، پولیس نے حکمرانوں کے حکم پر خون کی ہولی کھیلی، وزیراعلیٰ نے 17 جون 2014ء کی شام اعلان کیا تھا کہ جوڈیشل کمیشن نے میری طرف اشارہ بھی کیا تو استعفیٰ دے دوں گا کمیشن نے اشارہ تو کیا پورا ہاتھ سر پر رکھ دیا۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی ایف آئی آر عدالت کے حکم پر بھی درج نہیں ہورہی تھی، آرمی چیف کی مداخلت سے درج ہوئی اب ہماری ان سے درخواست ہے جس قانون کے تحت انہوں نے ایف آئی آر درج کروائی اسی قانون کے تحت انصاف بھی دلوائیں۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کا کیس فوجی عدالت میں چلایا جائے۔ دہشتگردوں اور ان کے سہولت کاروں کے خاتمے کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لینے والے سپہ سالار اعظم نے ماڈل ٹاؤن کے مظلوموں کو انصاف نہ دلوایا تو

قیامت کے دن ان سے سوال ہو گا۔ جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ شائع کی جائے اور جے آئی ٹی کی رپورٹس کی مصدقہ نقول ہمیں فراہم کی جائیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ یہ 17 جون کا دھرنا شہدائے ماڈل ٹاؤن کو انصاف دلوانے کیلئے ہے۔ ہم دو سال سے در در دھکے کھا رہے ہیں مگر ہمیں انصاف نہیں دیا گیا، ہم انصاف لینے گئے تو ہمارے ہی 42 کارکنان جو سانحہ کے زخمی اور چشم دید گواہ ہیں ان کے خلاف ایف آئی آر درج کر لی گئی۔ پنجاب حکومت نے سانحہ ماڈل ٹاؤن پر 2 جے آئی ٹیز بنائیں، ایک جوڈیشل کمیشن بنایا، ایک ری ویو کمیٹی بنائی مگر ہمیں کسی انکوائری کی رپورٹ نہیں دی گئی، رپورٹ اس لیے نہیں دی گئی کہ ان انکوائریوں میں واشگاف بتایا گیا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن میں پولیس کی طرف سے یکطرفہ قتل کیے گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے پرائیویٹ سکیورٹی کی خدمات لے رکھی تھیں مگر ہم نے انہیں دفاع میں فائرنگ نہیں کرنے دی ورنہ پولیس کی طرف سے بھی درجنوں افسران اور اہلکاروں کی لاشیں اٹھتیں ہم پرامن لوگ ہیں اورصرف لاشیں اٹھاتے رہے اوراب بھی پرامن احتجاج کے ذریعے انصاف کا حق مانگ رہے ہیں۔

انہوں نے کہا ہے کہ مال روڈ پرعوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ماڈل ٹاؤن کے قاتلوں کے خلاف ریفرنڈم ہے، ظالم سن لیں عوامی تحریک کا کارکن نہ ڈرا ہے نہ جھکا ہے اور نہ تھکا ہے۔ ماڈل ٹاؤن میں ظلم کرنے والوں کوعبرتناک سزائیں ملنے سے حکومتی سرپرستی میں ہونے والی غنڈہ گردی اورقتل و غارت گری کے سیاسی کلچر کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہوگا۔

موجودہ ظالم اور کرپٹ حکمران اپنے انجام کے قریب ہیں انہیں بیساکھیاں دینے کی کوشش کرنے والے بھی عبرتناک انجام سے دو چار ہونگے۔ یہ وقت ذات، جماعت اور اقتدار بچانے کا نہیں ملک بچانے کا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ ظالم نظام کے خلاف فیصلہ کن راؤنڈ میں عوامی تحریک کے کارکن اور ان کے قائدین ہمیشہ کی طرح سب سے آگے ہونگے لیکن اس بار پاکستان کے ہرشہری کو ملک بچانے کیلئے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔عوام اپنا ملک اور اپنے گھر بچانے کیلئے گھروں سے باہرنکلیں۔ انہوں نے کہا کہ ان ظالموں نے غریب کے بچے سے تعلیم، صحت کی سہولتیں چھین لیں۔ غریب نوجوانوں سے روزگار چھین لیا۔قومی دولت ذاتی تجوریوں میں بھر لی اور بھاری قرضے لے کر من پسند منصوبوں پر خرچ کیے جارہے ہیں جن کا سود آئندہ نسلیں ادا کریں گی۔ انہوں نے کہا کہ وفاقی حکومت ہر سال ساڑھے 13 سو ارب اور پنجاب 124 ارب روپے سود اور قرضوں کی مد میں ادا کرتی ہے یہ رقم تعلیم، صحت، انصاف اور صاف پانی کے مجموعی بجٹ سے کہیں زیادہ ہے۔ ملک 25 ہزار ارب کا مقروض ہو چکا اور مزید قرضے لیے جارہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو حکمران اپنے 30 سالہ اقتدار میں سرکاری سکولوں کو بنیادی سہولتیں نہ دے سکے، شہریوں کو پینے کا صاف پانی نہ دے سکے، مظلوم کو انصاف نہ دے سکے، لوڈشیڈنگ کا خاتمہ نہ کر سکے انہیں مزید مسلط رہنے کا کوئی قانونی اور اخلاقی حق حاصل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جتنا جلد ممکن ہو سکے پانامہ کے چوروں سے جان چھڑوا لی جائے ورنہ نقصان کا ازالہ ناممکن ہو جائے گا۔

واقعہ اصحاب کہف کی عارفانہ تفسیر

شب قدر کے اجتماع سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب وتدوین: محمد حسین آزاد / معاونت: زیب النساء اقبال

24 دسمبر 2000ء کو شہر اعتکاف لاہور میں لیلۃ القدر کے اجتماع میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے واقعہ اصحاب کہف کی عارفانہ تفسیر فرمائی جس کی اہمیت کے پیش نظر بالاقساط شائع کیا جارہا ہے جو قارئین مکمل خطاب سننا چاہیں وہ خطاب کی CD نمبر F5-22 سماعت فرمائیں۔ منجانب: ادارہ دختران اسلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ نَبَاَهُمۡ بِالۡحَقِّ ط اِنَّهُمۡ فِتۡیَةٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّهِمۡ وَزِدۡنٰهُمۡ هُدًیo وَّ رَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ اِذۡ قَامُوۡا فَقَالُوۡا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَنۡ نَّدۡعُوَاۡ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلٰـهًا لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًاo

(الکهف، ۱۸: ۱۳۔۱۴)

”(اب) ہم آپ کو ان کا حال صحیح صحیح سناتے ہیں، بے شک وہ (چند) نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کے لیے (نورِ) ہدایت میں اور اضافہ فرما دیاo اور ہم نے ان کے دلوں کو (اپنے ربط ونسبت سے) مضبوط و مستحکم فرما دیا، جب وہ (اپنے بادشاہ کے سامنے) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے: ہمارا رب تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا ہرگز کسی (جھوٹے) معبود کی پرستش نہیں کریں گے (اگر ایسا کریں تو) اس وقت ہم ضرور حق سے ہٹی ہوئی بات کریں گے“o

صدر مجلس نور نظر قدوۃ الاولیاء اور حضرت صاحبزادہ سید محمود محی الدین گیلانی معزز مشائخ عظام و علماء کرام و قائدین کرام مہمان گرامی قدر خواتین و حضرات اور عزیزان محترم۔

اللہ رب العزت کا شکر ہے جس کی توفیق سے ہم 27 ویں شب رمضان میں جو بالعموم لیلۃ القدر کے عنوان سے معروف ہے اس میں جمع ہیں اور خوش نصیب اور مبارکباد کے مستحق ہیں وہ لوگ اور وہ خواتین اور وہ حضرات اور معتکفین اور معتکفات جو اطراف و اکناف عالم سے اس ٹھنڈی رات میں مسافتیں طے کر کے اور اللہ کے حضور روحانی خیرات کے حصول کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ میں نے سورۃ الکہف کی دو آیات کریمہ تلاوت کی ہیں

اور ان آیات سے قبل اور بعد ایک پورا مضمون ہے اصحاب کہف کا آج اس کی روحانی اور عرفانی تعبیر کے حوالے سے میں چاہوں گا کہ ہم اپنے قلب و باطن میں جھانکیں اور اپنے احوال کی اصلاح کی فکر کریں۔

باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اب ہم تم پر ٹھیک ٹھیک تفصیلات کے ساتھ حقیقت حال کے ساتھ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں وہ کچھ جوان تھے جن کے باطن ایمان کے نور سے روشن ہوگئے اور جنہیں اللہ نے اس کی روحانی منزل تک پہنچانے کے لیے ہدایت کی دولت سے مزید بہرہ یاب کیا''۔

یہ وہ معنی و مفہوم ہے جس کا علم آپ کو قرآن مجید کے ترجموں کے ذریعے ،حواشی کے ذریعے، تفسیرات کے ذریعے سے ہے اور آپ اس کا ذکر اکثر و بیشتر سنتے رہتے ہیں۔ آج ان جوانوں کا جو حال قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ اس کی عارفانہ اور روحانی تفسیر کی جائے گی کہ اس سے روحانی اور باطنی احوال کو سنوارنے کے لیے کیا سبق ملتا ہے؟ کیا اشارات اور کیا قیمتی اسرار و رموز کا سرمایہ، اس مقام اور قصہ کے اندر کارفرما ہے؟ قرآن مجید نے اس سے قبل بیان کیا ہے کہ یہ جو جوانوں کی ایک جماعت تھی انہوں نے عرض کیا باری تعالیٰ ہماری قوم کا بادشاہ جس کا اس وقت نام ''دقیہ نوس'' تھا یہ کافر ہے اس کی قوم بھی کافر ہے۔ بادشاہ اور اس کی قوم ہمیں تیری راہ سے روکتے ہیں سو ہم اپنے شہر اور اپنے وطن سے ہجرت کرتے ہیں اور ہجرت کر کے ایک غار میں پناہ لیتے ہیں۔

حاضرین محترم! وہ بادشاہ کون ہے کافر بادشاہ وہ شیطان ہے اور اس کی قوم نفس امارہ اور اس کی خواہشات مرغوبات ہیں۔ شیطان کفر کا سرچشمہ انسان کے اندر موجود نفس امارہ کو بہکا کر اور نفس امارہ کی خواہشات، مرغوبات مطلوبات نفس امارہ کی تمنائیں اس کی چاہتیں اس کی شہوتیں ان کے ذریعے انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔نفس امارہ اور اس کی خواہشات انسان کو اللہ کی راہ سے بہکا کر اللہ کا نافرمان بنانا چاہتی ہیں۔ ہم سب اسی شہر میں آباد ہیں۔ ہم سب اسی معاشرے میں، اسی وطن میں، اسی ماحول میں رہ رہے ہیں جس پر نفس امارہ اور خواہشات کا تسلط ہے۔کبھی نفس امارہ ہوس کی خواہش کرتا ہے،کبھی جاہ وجلال کی خواہش کرتا ہے،کبھی منصب و امارات کی خواہش کرتا ہے،کبھی انسان کے اندر تکبر کی خواہش تیز ہوا بن کے اُٹھتی ہے۔

کبھی بغض اور عناد کی طرف نفس امارہ انسان کو لے جاتا ہے ،کبھی کدورتوں اور نفرتوں کی آندھیاں چلتی ہیں ،کبھی دنیا مال و دولت کی حرص و ہوس ایک آندھی بن کے انسان کو اس کی منزل اور اس کی نگاہ سے اوجھل کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج انسان طالب مولا ہونے کی بجائے طالب دنیا بن چکا ہے۔ وہ اپنے وطن اصلی کو بھول گیا ہے۔ وہ اپنے خالق سے کٹ گیا ہے۔ اسے یاد نہیں رہا کہ مجھے کس نے پیدا کیا ہے اور کس لیے پیدا کیا؟ اس کارگاہ امتحان میں مجھے کیوں بھیجا اور اس جگہ کامیابی کا راستہ کیا ہے؟ اور پلٹ کر میں نے وطن اصلی کو جانا ہے۔ میں نے رب کائنات کو منہ دکھانا ہے۔ میرے ہر ہر عمل کا حساب ہونا ہے۔ انسان یہ ساری داستان

حیات بھول گیا ہے۔نفس امارہ نے اسے احسن تقویم کے مقام سے گرا کر ''اسفل سافلین'' کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیا ہے۔نفس امارہ نے انسان کو انسانیت سے گرا کر حیوانیت میں بند کردیا ہے۔ لذت جسمانی کا بندہ بنا دیا ہے۔ طالباتِ نفسانی کا بندہ بنا دیا ہے اور وہ بندہ اب اس دنیا کا پجاری بن کر رب کی عبادت، رب کی بندگی، رب کا تعلق اور اس کی عبدیت کا قلادہ اپنے گلے سے اُتار کر ذلت و رسوائی کے گڑھوں میں گر کر در بدر ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ اس حالت میں جن جوانوں کا ذکر ہے کہ ان جوانوں کو رب نے ہدایت دے دی اور انہوں نے چاہا کہ اس مادی وطن کو چھوڑ دیں۔ یہ مادی وطن جس میں نفس امارہ کی حکومت ہے۔ جس میں خواہشوں کی، لذتوں کی ،رغبتوں کی ،حرص و ہوس کی حکومت ہے اور سلطنت ہے۔ اس شہر جسم سے نکل کر ایک غار میں پناہ لیں اور اس غار سے مراد باطن بدن ہے۔نفس امارہ کی سلطنت چھوڑ کر ہم باطن میں پناہ لیں تا کہ باطن کی پناہ میں آ کر ہمیں مولا ملے۔ باطن کی پناہ میں آ کر ہم نفس کے حملوں سے بچ سکیں۔ جسمانی شہوتوں کے حملوں سے بچ سکیں۔ وہ کچھ جوان جنہیں اللہ ہدایت دیتا ہے وہ غار میں چلے جاتے ہیں اور قرآن کہتا ہے بعض لوگوں نے کہا! وہ جوان اصحاب کہف نفس امارہ سے پناہ لے کر باطن کی غار میں آ جانے والے تین تھے۔قرآن کہتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں ''ثلاثۃ'' تین تھے۔ اگر مراد اس باطن کی پناہ میں آنے والے تین ہوں تو ان سے مراد روح ہے۔ عقل ہے اور قلب، قلب روح اور عقل باطن کی پناہ میں آ گئے۔قرآن مجید نے کہا بعض لوگ کہتے ہیں فرمایا! اگر تین تھے تو چوتھا کتا اُن کے ساتھ تھا اور وہ کتا نفس ہے۔بعض کہتے ہیں'خمسۃ'' پانچ تھے۔ اگر پانچ تھے تو وہ ایک روح ہے، ایک قلب ہے ایک عقل ہے۔ ایک ستر و سر ہے۔ پانچ باطن کی غار میں آ گئے اور قرآن کہتا ہے چھٹا کتا تھا۔ اس غار کو غار نفس کے دہانے پر بٹھا دیا۔بعض کہتے ہیں''سبعۃ'' وہ سات تھے۔ اگر سات تھے۔ تو پھر ان پانچ کے ساتھ یعنی روح و قلب و عقل و ستر و سر کے ساتھ خفی اور اخفاء مل گئے یہ سات اصحاب کہف بن گئے غار میں پناہ لینے والے ،یہ سات روحانی ملکات جمع ہوگئے یہ روحانی وجود باطن کی غار میں آ گئے اور آٹھواں ان کا کتا تھا وہ نفس اس باطن کی غار کے دروازے پر آ کر بیٹھ گیا مگر نفس جب تک نفس امارہ تھا وہ باطن کی دیوار کی طرف آنے والا نہ تھا۔ اس نفس کو اللہ نے ملازمت دی تو وہ نفس صحبت قلب میں آ گیا، وہ نفس صحبت روح میں آ گیا، فیض یاب ہوگیا۔ وہ نفس صحبت عقل میں آ گیا۔فیض یاب ہوگیا جب نفس اماریت سے نکل گیا تو عقل اور روح کے تابع ہوکر روحانیت کے پیچھے چل پڑا۔ روح بولی اے نفس کے کتے پیچھے ہٹ جا ہمارے ساتھ نہ آ تو بھونکے گا ہمیں مروا دے گا۔نفس بولا اب میں وہ نفس امارہ نہیں اب تمہارا غلام بن کے آ رہا ہوں۔ قلب بولا ،نفس ہمیں چھوڑ دے ہم مولا کی طرف جانا چاہتے ہیں اور تیرے بہکاوے میں آ کر وہ ہمیں گرفت میں نہ لے لیں۔نفس بولا اب میں وہ نفس نہیں جو مادی لذتوں کی طرف جاتا تھا۔ میں نے بھی روحانی لذت کا ایک گھونٹ بھر لیا ہے۔تمہاری صحبت میں آ کر میں نے بھی باطن کی کیفیت کا مزہ چکھ لیا ہے۔تمہاری محبت میں آ کر اے

دل مجھے ساتھ لے کر چل ،اے روح مجھے ساتھ لے کر چل، ستر وخفی مجھے ساتھ لے کر چل، یقین کر وتم نماز میں چلے جانا میں باہر دروازے پر بیٹھا رہوں گا، بھونکوں گا نہیں، کیونکہ روحانی لوگوں کی صحبت میں آ گیا ہوں۔نفس جب اہل اللہ کی محبت میں آ جاتا ہے۔ اس پر روحانیت کا فیض ہوتا ہے۔تو پھر اس کے اوپر روح کے اثرات کا رنگ چڑھنے لگتا ہے۔ جب روح نفس کے تابع ہوگیا۔ ہم نے آج تک یہ نہ سوچا ہم نے اپنا دل نفس کے تابع کردیا۔ اپنی روح نفس کے تابع کرلی۔ ہم نے نفس کا پنجرہ نفس امارہ کا پنجرہ اتنا مضبوط کرلیا کہ روح کا پرندہ تڑپ تڑپ کے اس نفس کے پنجرے کے اندر زخمی ہوگیا۔نفس کے پنجرے میں روح کا پرندہ زخمی ہے۔ روح چیخ رہی ہے اور پوچھتی ہے۔ مولا! کب وہ گھڑی آئے گی؟ میں تو مالائے اعلیٰ کی رہنے والی تھی مجھے تو تیری قربت نصیب تھی۔ میں تیرے انوار کے سمندر میں رہنے والی تھی۔ تیری تجلیات کی نہروں میں رہتی تھی۔ میں قربت کے چشموں سے پانی پیتی تھی۔ تیری عنایتوں سے فیض یاب تھی۔ میرے ارد گرد ملائکہ رہتے تھے۔ وہاں انبیاء رہتے تھے۔ میرا بسیرا عرش پر تھا اور مالائے اعلیٰ پر تھا۔تو نے اس نفس کے جسم کے پنجرے میں مجھے بند کردیا۔نفس تو کافر تھا ہی مولا میں بھی تیری راہ بھول گئی کہ جس کے پنجرے میں بند ہوں یہ تو ہر وقت دنیا کی بات کرتا ہے۔ ہر وقت مال کی بات کرتا ہے۔ دنیا کی منصب کی بات کرتا ہے،ہوس اور ہوا کی بات کرتا ہے، لالچ کی بات کرتا ہے، اس کو دنیا طلبی کے سواء یہ شہوتوں کے سوا ، مال و زر کے سوا ،تکبر کے سوا ،عداوت کے سوا ،بغض کے سوا ،عناد کے سوا، نفرتوں کے سوا اور کدورتوں کے سوا اس پنجرے والوں کو تو کچھ سوجھتا ہی نہیں یہ کس اندھیرے کے کوٹھرے میں بند کردیا ہے۔اس کو مولانا رومؒ کہتے ہیں۔

وشنو ازئے چوں حکایت می کند　　　　بس جدائی یا شکایت می کند

ارے لوگو! اس روح کی بانسری کی آواز بھی تو سنو اس کا رونا کیا ہے۔ یہ روح کیوں روتی ہے؟ یہ کیوں شکوہ کرتی ہے ،کیا حکایت بیان کرتی ہے۔مولانا رومؒ کہتے ہیں۔کان سے سن کے سمجھو کہ روح چیختی ہے کہ مولا جب سے تجھ سے جدا ہوئی ہوں، میں بھی نفس کی طرح نفس بن گئی ہوں۔ اِس نفس کی مادی محبت میں تباہ ہوگئی ہوں۔ روح کہتی ہے کہ میں ہجر وفراق کا رونا رو رہی ہوں۔

سینہ خاہم ثریا ثریا از فراق　　　　تاب گو ہم مزح درد عشق پا

روح کہتی ہے کوئی ایسا سینہ چاہیے جو تیرے ہجر وفراق کے زخموں سے پھٹ چکا ہوں۔ وہ سینہ چاہے کوئی ایسا سینہ جو تیرے ہجر وفراق میں پھٹا ہوا ملے تو میں بھی اسے اپنے غم کی داستان سناؤں۔ ہم نے اپنا نفس اتنا مضبوط کرلیا ہے۔ رات دن ہماری روح بھی کمزور پڑ گئی ہے۔ ہمارا دل بھی کمزور پڑ گیا ہے، ہمارا باطن کمزور ہوگیا، تاریک ہوگیا، ہماری روحانیت ختم ہوگئی ،ہماری زندگی ساری مادیت ہے ا ور نفسانیت ہے، شہوت ہے، لذت ہے، حرص و ہوا اور لالچ ہے۔ ہم انسان ہوکر بھی انسان نہ رہے ،یہ باطنی قوتیں ہیں۔ جب اس باطن کے

غار میں پناہ لے لیتی ہیں تو اس کی ہجرت کیا ہے۔فانی سے ہجرت کر کے آجاتے ہیں۔جسم جن جن چیزوں سے محبت کرتا ہے۔ باطن کی قوتیں اس سے ہجرت کر کے کنارہ کش ہو کے آجاتی ہیں۔ لذات جسمانی سے ہجرت کرلیتی ہیں۔جسم جن جن لذتوں کو چاہتا ہے باطن کی روحانی قوتیں روح اور دل اُنہیں چھوکر باطن میں آجاتی ہیں۔ رغباتِ جسمانی یعنی جسم جن جن چیزوں کی رغبت کرتا ہے یہ اُنہیں چھوڑ کر باطن کی غار میں آجاتی ہیں۔جسم کے بت کی پوجا چھوڑ دیتی ہیں۔خواہشات کے بت کی پوجا چھوڑ دیتی ہیں۔ اس کو چھوڑ کر جب باطن میں آجاتی ہیں اور باطن میں آ کر پھر یہ بدن کو کمزور کرتی ہیں روح کو طاقت دیتی ہیں۔ بدنی اور نفسیانی زندگی کو ویران کرنے لگتی ہیں اور روحانی زندگی کو آباد کرنے لگتی ہیں۔ ابتداء ایسے ہوتی ہے۔ دوستو! جب تک یہ لذتیں چھوڑی نہ جائیں، جب تک یہاں کی رغبتوں سے منہ موڑا نہ جائے ،وہاں کی رغبتیں آپ کی طرف منہ نہیں کرتیں۔ جب تک یہاں کی کنارہ کشی نہ ہو جائے۔ اس وقت تک وہاں کی قربتوں سے لطف اندوز نہیں ہوسکتا۔ ایک بار نفس کے پنجرے کو توڑنا ہوگا، ایک بار اس بدن کے بت کو پاش پاش کرنا ہوگا، ایک بار بدن کو ویران کرنا ہوگا اور ویران کرنے کی آرزو کرو۔ بتانا چاہتا ہوں یہ ویرانی ایسی ویرانی ہے کہ اس کے بعد اس سے بہتر آبادی آنے والی ہے۔ اس لیے اہل ریاضتیں کرتے ہیں۔ ماہ رمضان میں کھانا پینا چھوڑ دیا، راتوں کو جاگنا کم کردیا، اعتکاف میں دن رات دہلیز پر بٹھا دیا اور اللہ والے کی ریاضت اور مشقت کرتے ہیں ،جسم کی لذتوں کو کم کرتے چلے جاتے ہیں، جسمانی رغبتوں کو کم کرتے چلے جاتے ہیں، ان کے ذائقے کو کم کرتے ہیں، آرام کم لیتے ہیں ،کھاتے کم ہیں، لذت وشہوت سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔جوں جوں بدن کمزور ہوتا ہے،توں توں روح طاقتور ہوتی ہے،جوں جوں ظاہر ویران ہوتا ہے توں توں باطن ویران ہوتا ہے،جوں جوں نفس کی گرفت کمزور پڑتی ہے توں توں نفس کا پرندہ اپنی جان کے ساتھ طاقتور ہوتا ہے۔ پھر وقت آتا ہے کہ نفس تنہا رہ جاتا ہے۔ بدن فرش پر ہوتا ہے۔ روح انسان کو لے کرعرش پر لے جاتی ہے۔جس طرح نہروں میں مٹی بھر جاتی ہے تو پانی کم ہوجاتا ہے۔ یہ جومٹی بھر جاتی ہے تو پانی کا بہاؤ کم ہوجاتا ہے۔آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ بھل سے صفائی کرتے ہیں۔ اور وہ بھل سے صفائی کیا ہے؟ نہروں کی زمین کو توڑتے اور ہل چلاتے ہیں۔ اکھاڑ دیتے ہیں،ویران کردیتے ہیں۔ اس کے لیے پانی کو پہلے روک دیتے ہیں، ایک بار پانی کو روکنا پڑتا ہے، نہر کو پیاسا کرتے ہیں، اس کو خشک کرتے ہیں۔ پھر اس کی مٹی کو اُکھاڑ پھینکتے ہیں، لوگ مٹی اکھاڑنے کیلئے لگ جاتے ہیں، نہر کا حلیہ بگاڑ دیتے ہیں۔مگر جب اس کا سارا حلیہ بگاڑ چکتے ہیں تو پھر کیا ہوتا ہے۔نہر کا پیٹ کھل جاتا ہے اور جب نہر بھل صفائی کے بعد تیار ہوتی ہے تو پھر دوبارہ پانی چلایا جاتا ہے اور وہ پانی فصلوں کو پہلے دیا جاتا تھا۔ وہ پانی فصلوں کو سیراب کرتا ہے۔

باطن کی نہر کو آباد کرنے کے لیئے بھی اسی طرح پہلے اسے غیر آباد کرنا پڑتا ہے۔جس طرح زمین میں پہلے ہل چلاتے ہیں اور ہل چلا کر زمین کی مٹی کو نکال دیتے ہیں۔ اس زمین کے سینے کو تکلیف دیتے ہیں اس کو

ضرب دیتے ہیں۔ زمین کے سینے کی سرجری کرتے ہیں اس کی توڑ پھوڑ کرتے ہیں۔ اور شاید اس زمین کا حلیہ بگاڑتے ہیں ہل چلا کر۔ اس کے بعد وہ اس قابل ہوتی ہے کہ پھر کوئی اعلیٰ میوے کا پھل بویا جاتا ہے جب تک فصل کا سینہ چیرا نہ جائے بیج نہیں ڈالا جاتا۔ چیرے بغیر بیج ڈال دیا جائے تو بیج کے ڈھیروں کے ڈھیر پڑے رہ جائیں گے۔ اس میں پھل نہیں اُگے گا، پودا نہیں اُگے گا، فصل نہیں ہوگی تو فصل اُگانے کیلئے بیج کا ڈالنا ضروری ہے اور بیج کو ڈالنے کیلئے زمین کو ایک بار ویران کرنا ضروری ہے۔

دوستو! نفس کے غلبے نے، شہوتوں نے ،حرص و ہوس نے ، دنیا کی خواہشوں نے ،مادہ پرستی نے، ہمارے باطن کی نہر کو اتنا آلودہ کردیا ہے کہ اس میں مولا کے فیض کا پانی اب نہیں آ رہا کم ہوگیا ہے۔ ضرورت ہے کہ سب سے پہلے نہر باطن کی زمین کو اکھیڑا جائے۔ ریاضتوں سے ،مشقتوں سے،اخلاق کی پابندی سے، عبادت و ریاضت سے اور اخلاص سے راتوں کو جاگنے سے، مصلے پر آنسو بہانے سے ،سجدہ ریزیوں سے ،حقوق کی ادائیگیوں سے، میں کو مارنے سے، جب تمہاری میں مر جائے گی تو تیرے ظرف میں مولا کا نور آجائے گا، تمہارے باطن کی نہر کی کھدائی ہوگی، تب اس کے نور کے فیض کا پانی رواں ہوگا۔ تو اس فنائے جسم سے بقائے روح کا راستہ نکلتا ہے۔ روح کی بقا اور ترقی کا راستہ نکلتا ہے۔ جب باطن کی غار میں انسان پناہ لے لیتا ہے۔ تو پھر دل ایک عجیب کیفیت میں ہوتا ہے۔ پھر ریاضت باطن کی پناہ میں آ کر انسان جو ریاضت اور مشقت کرتا ہے اس سے روح کو طاقت ملنے لگتی ہے۔ وہ روح کا پرندہ تھا جو کمزور ہوگیا تھا۔ روح کو طاقت ملتی ہے۔ روح روشن ہوتی ہے مضبوط اور مستحکم ہوتی ہے۔ منور ہوتی چلی جاتی ہے پھر ایک دن وہ آتا ہے کہ ریاضتوں کے بعد قلب کے اُفق پر دل کے آسماں پر روح کا سورج طلوع ہوجاتا ہے۔ تو شروع شروع میں دونوں کیفیتیں ہوتی ہیں۔ کبھی نور کی ،کبھی ظلمت کی، کبھی روشنی کی، کبھی تاریکی تو قرآن نے اس اصحاب کہف کے حوالے سے کہا!

وَ تَرَى الشَّمۡسَ اِذَا طَلَعَتۡ تَّزٰوَرُ عَنۡ كَهۡفِهِمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ. (الکھف، ۱۸ : ۱۷)

”آپ دیکھتے ہیں کہ اس غار میں پناہ لینے والوں پر جب سورج طلوع ہوتا ہے۔ تو دائیں جانب جھک جاتا ہے“۔ یہ جو غار میں طلوع ہوتا ہے یہ دل کے مطلع پر، دل کے آسماں پر، ریاضتوں کے بعد اخلاق حسنہ کے بعد، محنت کے بعد، من اور میں کے مارنے کے بعد، اپنے بدن کی ویرانی کے بعد، جب باطن آباد ہوتا ہے قربت ملتی ہے۔ اس کے نور کا پانی ملتا ہے۔ روح طاقتور ہوتی ہے تو پھر سورج بن کر روح آسماں کے دل پر طلوع ہوجاتی ہے جب روح طلوع ہوتی ہے تو وہ جو فرمایا کہ ”وہ دائیں جانب جھک جاتا ہے“۔

دائیں جانب جانے والے لوگوں کو اولیاء اور مقربین کہتے ہیں۔ جب روح دل کے آسماں پر طلوع ہوجائے تو پھر بندہ اولیاء اور مقربین کی طرف اتقیاء اور صوفیاء کی طرف اہل اللہ اور اہل بیت کی طرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف اہل یمین کی طرف جھک جاتا ہے۔ پھر اس کا شمار اُدھر کو ہوجاتا ہے پھر اس کا رجحان

یمین کی طرف، رب العالمین کی طرف ہوجاتا ہے۔ روح دل کے آسماں پرطلوع ہوتی ہے بندہ فرش پر ہوتا ہے۔ مگر اس کا باطن مالائے اعلیٰ پہ جاتا ہے۔ اس کا ملائکہ سے ربط ہوجاتا ہے۔ اس کے آسمان قلب پر انوار وتجلیات کا عروج شروع ہوجاتا ہے۔ فرشی اور عرشی ہوجاتا ہے۔ بندہ ناسوتی ہوکرملکوتی ہوجاتا ہے۔ فرشی ہوکرعرشی ہوجاتا ہے اور جوں جوں روح طلوع ہوکر اوپر اُٹھتی چلی جاتی ہے اس کی روشنی اس کی چمک ، اس کی دمک ، اس کی تجارت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جس طرح آفتاب روح ،روح کا سورج اور اصل ہوتا ہے۔ انسان ملکوت سے اُٹھ کر عالم لاحوت میں چلا جاتا ہے اور روح جب نصف النہار پر آتی ہے۔ اس کی تمازت جوانی پر آتی ہے۔ ناسوتی بندے کو اٹھا کر لاہوت میں لے جاتی ہے۔ اس وقت وہ بندہ، بندہ ہوکر رشک ملائکہ ہوجاتا ہے۔ اس کی بشریت رشک نورانیت ہو جاتی ہے۔ بندہ مسجود آدم ہوتا ہے اور وہ طالب، مطلوب بنا دیا جاتا ہے۔ محبّ، محبوب بنا دیا جاتا ہے۔ مرید کو مراد بنا دیا جاتا ہے۔ خاکی کو نوری بنا دیا جاتا ہے اور حکم ہوتا میرے محبوب زبان چلا تاکہ تیری تقدیر بن جائے۔ ہاتھ اٹھا تاکہ میری عطا آجائے۔ تو کچھ مانگ تاکہ تیری رضا آجائے۔ پھر بندہ بولتا ہے ادھر تقدیر چلتی ہے۔ پھر روح بدن کے چھروں اور پردوں سے نجات پاتی ہے۔ آپ پوچھیں گے بدن کے پردے کیا ہیں؟ یہ خواہشوں کے پردے ہیں، شہوتوں کے پردے ہیں، مادی تمناؤں کے پردے ہیں، حرص و ہوس کے پردے ہیں، لالچ اور طمع کے پردے ہوتے ہیں جن کو پھاڑ کر روح سورج بن کر چمکتی ہے۔ تو پھر وہ خاکی وعرشی اور نوری ہوتا ہے اور فرمایا!

"**واذا غـربـت**" اور جب آپ دیکھتے ہیں کہ سورج پھر غروب ہوتا ہے۔ تو غروب بھی نیچے کی طرف آتا ہے اس کی روشنی کم پڑتی چلی جاتی ہے۔ غروب ہوتے ہوتے اس کی لو اتنی مدہم ہوجاتی ہے۔ پھر وہ ڈوب جاتا ہے۔ یہ ڈوبنا کیا ہے؟ اگر ریاضت چھوڑ دی جائے، محنت چھوڑ دی جائے، تگ و دو چھوڑ دی جائے، مجاہدہ چھوڑ دیا جائے تو پھر خواہشوں کے مادی نفسانی پردے دوبارہ روح کے سورج پر چھانے لگ جاتے ہیں۔ بادل بن کر چھاتے چلے جاتے ہیں، روح کی روشنی کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ان حجابات میں خواہشوں کے حجابات میں اور مادی طالبات اور رغبات کے پردوں میں وہ روح پھر غریب ہوجاتی ہے اور جب روح غروب ہوجاتی ہے تو پھر فرمایا!

غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ. (الکهف، ۱۸ : ۱۷)

''وہ سورج بائیں طرف جھکتا ہے'' بائیں طرف سے مراد فاسق، فاجر اور نافرمان لوگ ہیں یعنی پھر بندہ عالم علوی سے عالم صغریٰ کی طرف گرا دیا جاتا ہے۔ تو ابتدائے احوال میں کبھی نور کی کیفیت ،کبھی ظلمت کی کیفیت ہوتی ہے۔

لہذا کبھی وہ دن بھی آئے گا جب ہمارے دل کے آسمان پر بھی روح کا سورج طلوع ہوگا۔ کبھی وہ دن بھی آئے گا جب ہمارے بدن کے حجابات اور ہماری خواہشوں کے پردوں کو پھاڑ کر روح کا سورج طلوع ہوگا جو

ہمارے باطن کی غار کو روشن کردے گا۔ کبھی وہ دن بھی آئے گا جب یہ فاصلہ مٹ جائے گا اور ہمارا فرش عرش بن جائے گا۔ اور ہمارا دل جلوہ گاہ ایزدی بن جائے گا۔ اور اس کے انوار وتجلیات کا محور بن جائے گا۔ بندے تو نے کبھی سوچا کہ تیری حقیقت کیا ہے؟ تو اگر ان پردوں سے نکل جا تیرا دل خدا کی جلوہ گاہ ہے، تیرا دل خدا کی گزرگاہ ہے، تیرا دل خدا کی رہائش گاہ ہے، قلب روزانہ دوقسم کی حالتوں سے گزرتا رہتا ہے۔ جیسے روزانہ سورج طلوع بھی ہوتا ہے غروب بھی ہوتا ہے۔ کئی قسموں کی حالت سے دل گزرتا رہتا ہے۔ طلوع کے وقت دل میں نور آجاتا ہے۔ روح کے غروب کے وقت دل میں ظلمت آجاتی ہے۔ کبھی روح کا اثر غالب ہوتا ہے کبھی نفس کا اثر غالب ہوتا ہے۔ یہ مقام تنوین ہے۔ روحانیت میں رنگ بدلتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جب رفتہ رفتہ وہ انسان کی روح مکمل طور پر اس مادی فضا سے نکل جائے اور بالائی فضا میں چلی جائے تو پھر سورج ہمیشہ طلوع رہتا ہے۔ کبھی غروب نہیں ہوتا۔ جیسے ہوائی جہاز جو تیز رفتار ہو اور بہت اُونچا چلا جائے۔ تو وہ سورج جو ہر روز یہاں طلوع بھی ہوتا ہے۔ غروب بھی ہوتا ہے اسی مادی کائنات کی فضا میں وہ بلندی آتی ہے کہ جب آپ اس مادی فضا کی بلندی پر جاتے ہیں تو سورج کا غروب ختم ہوجاتا ہے۔ سورج صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک چوبیس گھنٹے طلوع ہی طلوع رہتا ہے۔ تو پتہ چلا کہ آپ بلندی پر چلے جائیں تو غروب ختم ہوجاتا ہے۔ پستی پر رہیں تو غروب رہتا ہے۔ اسی طرح اے بندے کوشش کر کے تو بھی اس روحانی پستی سے نکل جا اور اپنی رغبتوں کا رخ دنیا کی طرف کرنے کی بجائے مولا کی طرف کر، چاہتوں کا رخ دنیا کی طرف کرنے کی بجائے پہلے آخرت کی طرف کرلے پھر تو بلند ہوگا اور پھر بلندی کے اس مقام پر پہنچ کر تجھے کہا جائے گا کہ اب اپنی چاہت کا رُخ آخرت کو بھی چھوڑ کر صرف میری طرف کرلے۔ اللہ پھر ہدایت کرتا ہے فرمایا: ''کوئی اس طرف اگر آجائے اور چل پڑے، تو ہدایت ملتی ہے''۔

یعنی وہ اللہ کی ہدایت کے سپرد ہوجاتا ہے اللہ کی ہدایت اس بندے کو چلاتی ہے اور اس کو منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے اور جو گمراہی میں چلا جائے، اس کو کوئی ولی و مرشد نہیں ملتا کہ اسے راہ دکھا سکیں۔ اللہ کی ہدایت اسے راہ دکھاتی ہے۔ اللہ کی ہدایت پھر اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اس کی پرورش کرتی ہے۔ اس کی مرشد بن جاتی ہے۔ اور قدم قدم پر رہنمائی کرتی ہے۔ دنیا سے رخ موڑتی ہے پھر اپنے بیوی بچوں اور اولاد کے رشتوں سے منہ موڑتی ہے۔ حتیٰ کہ اپنے آپ سے موڑتی ہے اور پھر محبت کامل تر ہوتی چلی جاتی ہے، حضرت ابراہیم بن ادھمؒ بلخ کے سلطنت کے بادشاہ تھے، بڑی عظیم سلطنت تھی، خوبصورت تھے، بادشاہ وقت تھے، جنگل میں نکلے ،ہرن کا شکار کرنے کیلئے ،جب ہرن نظر آیا تو اس کے پیچھے شکار کیلئے دوڑے اور جب شکار گرفت میں آ گیا تو قریب تھا کہ اس کو تیر مارتے تو شکار ہرن بول پڑا! اس نے کہا: ''میرا شکار کرنے والے تو خود بھی کبھی شکار ہوگا''۔

ہرن کی یہ بات دل پر اثر کرگئی اور تخت بلخ چھوڑ دیا۔ سلطنت کو خیر آباد کہہ کر جنگلوں، صحراؤں اور

وادیوں سے گزرتے ہوئے مکہ میں جا بسے۔ جب گھر سے نکلے تو ایک چھوٹا سا بیٹا تھا۔ مدت گزر گئی۔ اس نے باپ کو دیکھا بھی نہیں، اتنا چھوٹا تھا، سالہا سال کے بعد بیٹا جوان ہوگیا اس نے بلخ کی سلطنت سنبھال لی۔ پوچھا!

امی میرے والد کہاں ہیں؟ یعنی (ابراہیم بن ادھم) اس نے کہا بیٹے وہ تو فقیر بن کر مکہ میں رہتے ہیں، اس نے کہا: میرا جی چاہتا ہے میں باپ کو اس حال میں دیکھوں۔ اس نے کہا بیٹا جا بچے نے منادی کرادی۔ شہر بلخ میں سے جو کوئی حج کے سفر پر میرے ساتھ چلنا چاہے میں اپنے خرچ پر لے جاتا ہوں۔ 4000 مسافر تیار ہوگئے، بلخ کا شہزادہ اپنے خرچ پر چار ہزار کا قافلہ لیکر مکہ پہنچ گیا، کسی سے پوچھا کہ ابراہیم بن ادھم بلخ کی سلطنت چھوڑ کے آئے تھے۔ ان کا کوئی پتہ ہو کہاں رہتے ہیں؟

کسی درویش نے بتایا! کہ بیٹے وہ تو جنگل میں لکڑیاں چن رہے ہونگے، بیٹا جنگل میں چلا گیا، آگے دیکھا کہ ایک لکڑ ہارا، ضعیف و کمزور بوڑھا لکڑیوں کا گٹھا اُٹھا کر سر پر چلا آرہا ہے، بیٹا ضبط نہ کر سکا رو پڑا باپ کو اس حال میں دیکھ کر کہا کہ

''مولا کو منانے کیلئے کیا کیا جتن کرنے پڑتے ہیں۔'' مگر پردہ چاک نہیں کیا۔ پیچھے پیچھے آگیا، شہر میں آکے ابراہیم بن ادھم نے آواز دی، ہے کوئی حلال مال کے بدلے حلال مال دینے والا؟ ایک شخص آیا اس نے یہ لکڑیاں خرید لیں، روٹیاں دے دیں۔ آپ نے جا کے وہ روٹیاں درویشوں کو کھلا دیں اور اس کے بعد خود طواف کعبہ کیلئے آگئے، طواف کعبہ کے دوران وہ بیٹا جو جوان ہو چکا تھا، نظر آگیا، نقش اور نین سے بیٹے کو ہلکا سا پہچانا اور نگاہیں اس جوان بیٹے کے چہرے پر جم گئیں، چونکہ مدت کے بعد وہ معصوم بیٹا جس کو ماں کی گود میں چھوڑ کے آئے تھے دکھائی دیا تو دل اس طرف لپک گیا اور اسے دیکھتے رہ گئے۔ طواف کے بعد درویشوں نے پوچھا!

حضرت یہ کون جوان تھا کہ جس نے آپ کو اللہ کے گھر میں طواف کعبہ کے دوران اپنی طرف متوجہ کرلیا، کہنے لگے لگتا ہے کہ جو میں چھوٹا معصوم دو سال کا بیٹا چھوڑ کے آیا تھا مجھے یہ خیال گزرتا ہے کہ یہ میرا وہی بیٹا ہے جو جوان ہوگیا، میں نے اس کی شکل سے اندازہ کیا ہے، جاؤ اس کو تلاش کرو اور حقیقت حال کی خبر لو۔ درویش چلے گئے بلخ کے اس کیمپ میں پہنچے تو وہ بچہ تلاوت قرآن میں مصروف تھا۔ پوچھا! آپ کس کے بیٹے ہیں؟ کہا میں ابراہیم بن ادھم کا بیٹا ہوں۔ آیئے آپ کو اپنا والد ملا دیں پھر صحن کعبہ میں لے آئے وہ حرم کعبہ میں تھے، طواف میں مصروف تھے، بیٹا بیوی جب سارے صحن کعبہ میں پہنچے، باپ کی نگاہ بیٹے پر پڑی تو 20-22 سال کے بعد جب بچھڑا ہوا بیٹا ملا، بے ساختہ محبت پدری نے جوش مارا اور لپٹ گئے اور رونے لگ گئے اور بیٹا باپ سے لپٹ گیا جب دونوں آپس میں مل جل کر ایک دوسرے کو چومنے اور رونے لگ گئے تو ہاتف غیبی سے آواز آئی:

''ابراھیم بن ادھم عشق ہم سے اور بے تابی کسی اور کیلئے''۔

یہ آواز جو آئی! چیخ نکلی اور بے ہوش ہو کر صحن کعبہ میں گر گئے پھر محبت الٰہی تو اس طرح سما لیتی ہے کہ

کہیں قدم ڈگمگانے نہیں پاتے خواہ وہ نسبی محبت ہی کیوں نہ آجائے۔ پھر حضرت رابعہ بصری ؒ سے پوچھو، جب محبت کا رخ مولا کی طرف ہوجاتا ہے تو محبت الٰہی اپنے بندے کی محبت کی حفاظت اور اس کی چاہتوں کی حفاظت کس طرح کرتی ہے۔ حضرت رابعہ بصری بیمار ہوگئیں کسی علاج سے آرام نہیں آرہا۔ کسی نے پوچھا بی بی صاحبہ کیا بات ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

فرماتی ہیں: میں تلاوت قرآن کر رہی تھی دوران تلاوت قرآن مجید کی آیتیں آگئیں جن میں جنت کا ذکر تھا۔ آخرت کی نعمتوں کا ذکر تھا۔ تلاوت کرتے کرتے جب جنت کا ذکر پڑھا تو میرا دل جنت کی طرف راغب ہوگیا۔ جنت کی نعمتوں کی طرف جھک گیا۔ اور جنت کی چاہت اور محبت پیدا ہوگئی۔ بس دل میں جنت کی رغبت کا و محبت کا پیدا ہونا تھا کہ میرے محبوب نے آواز دی اور جو میٹھی میٹھی آواز میرے کانوں نے سنی۔ فرمایا:

''رابعہ عشق ہم سے کرو اور چاہت جنت کی کرو''۔ یعنی محبت کا دعویٰ ہم سے اور چاہت جنت کی کرتی ہو۔ ارے! جولوگ اس کے عشق میں جل جاتے ہیں اس میں صرف دنیا نہیں جلتی آخرت بھی جل جاتی ہے۔

پھر رابعہ بصری ایک ہاتھ میں پانی لیتیں ،ایک ہاتھ میں آگ اُٹھاتیں، لوگ پوچھتے ہیں! بی بی کدھر جا رہی ہو۔ فرماتی ہیں:

''جولوگ دوزخ سے ڈر کر عبادت کرتے ہیں، ان کا طمع، جھجک اور ان کا خوف مٹانے کیلئے پانی سے دوزخ بجھانے کیلئے جا رہی ہوں اور جو جنت کے لالچ میں عبادت کرتے ہیں ان کا طمع مٹانے کے لیے آگ سے جنت جلانے کیلئے جا رہی ہوں ۔ کیونکہ جو بھی سر جھکائے میرے محبوب کی رضا کیلئے جھکائے۔ مولا کی محبت میں جھکائے۔ مولا کی قربت کیلئے جھکائے اور مولا کی رضا کے لیے جھکائے۔

سیدنا امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا کہ جو آدمی دنیا کا طالب ہوتا ہے۔ وہ مرد نہیں ہوتا مؤنث ہوتا ہے۔ جو آخرت کا طالب ہوتا ہے وہ بھی مرد نہیں ہوتا مؤنث ہوتا ہے۔ مرد اس وقت بنتا ہے جب دنیا کی چاہت بھی نکل جائے اور ساری چاہتیں ایک ساتھ شعلہ بن کر عشق کی شکل میں نمودار ہوں اور مطلب نہ رہے۔ تب بندہ مرد بنتا ہے جس کے لیے لذتیں و راحتیں و آرام وسکون و چاہتیں سب کو ذبح کرنا پڑتا ہے۔ پھر اسماعیل کے گلے پر چھری چلانی پڑتی ہے پھر آتش نمرود میں کودنا پڑتا ہے۔ پھر علی اصغر ؑ اور علی اکبر ؑ کے گلے کٹوانے پڑتے ہیں۔ پھر سروں کو نیزوں پر چڑھانا پڑتا ہے۔

اس لیے یہ محبت کا وہ مقام ہے جس میں نہ دنیا کی محبت رہی نہ عاشقوں کی محبت رہی نہ اپنی جان کی محبت رہی پھر ان کو حیات جاوید ملتی ہے۔ پھر وہ تین سو سال غار ہی میں لیٹے رہیں تو اس غار میں رہ کر بھی زندہ رہتے ہیں۔ پھر کوئی کتا بن کر ان کی دہلیز پہ بیٹھا ہو تو وہ بھی زندہ رہتا ہے۔ مگر اس کے لیے ریاضت درکار ہے۔

(جاری ہے)

(آخری قسط)

قرآن کے نزول کا مقصد حصولِ ہدایت ہے

ڈاکٹر ابوالحسن الازہری

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میرے بعد ہدایت پر ہی رہو گے۔ جب تک تم ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں میری سنت و حدیث کو تھامے رہو گے۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ لنبیہ.

(امام مالک، الموطا کتاب القدر باب النہی عن القول بالقدر، ۸۹۹:۳)

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں اگر تم انہیں تھامے رکھو گے کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے تمہارے نبی کی سنت''۔

قرآن سے مسلمانوں کا تعلق

قرآن سے تعلق کمزور کرنا ہدایت الٰہی سے تعلق کمزور کرنا ہے۔ قرآن سے تعلق توڑنا ہدایت ربانی سے تعلق توڑنا ہے، قرآن کو چھوڑنا اسلام کو عملاً چھوڑنا ہے، مسلمانوں نے قرآن کو قلباً اور ذہناً نہیں چھوڑا ہے بلکہ عملاً چھوڑا ہے۔ اسی کا شکوہ قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ امت کی بابت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یوں کریں گے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا. (فرقان، ۲۵ : ۳۰)

''اور رسولِ (اکرم ﷺ) عرض کریں گے: اے رب! بے شک میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ہی چھوڑ رکھا تھا''۔

نزول بالقرآن کی نعمت ہم کو اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو مہجور بالقرآن ہونے سے کیسے بچائیں۔ ہم قرآن سے اپنے کمزور تعلق کو کیسے مضبوط کریں، ہم اتحاد بالقرآن کی کیا کیا صورتیں اختیار کریں تاکہ ہمارا قلبی اور عملی تعلق قرآنی ہدایت کے ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے۔

قرآن کی تلاوت اور مطالعہ

قرآن اس حوالے سے بھی اپنے ماننے والوں کی راہنمائی کرتا ہے۔ سورہ الکہف میں ارشاد فرمایا:

وَاتْلُ. (الکھف،۱۸: ۲۷)

اس قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ اس قرآن کو پڑھا کرو، یہ پڑھنا کبھی کبھار نہ ہو بلکہ یہ پڑھنا کثرت کے ساتھ ہو اس لئے قرآن کا معنی ہی یہ ہے: **القرآن الکتاب الذی قرا مرۃ بعد مرۃ.** ''وہ کتاب جس کو بار بار پڑھا جائے یعنی وہ کتاب جس کو بہت زیادہ پڑھا جائے''۔ اس لئے باری تعالیٰ نے ارشادفرمایا:

واتل. اس قرآن کی تلاوت کیا کرو اور تلاوت اپنے اندر خود کثرت کا معنی رکھتی ہے۔ آیت کے اگلے حصے میں اس کی بھی تخصیص کردی اور ارشادفرمایا:

مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ. (الکھف،۱۸: ۲۷)

''جو آپ کے رب کی کتاب میں سے آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے''۔

اب سوال یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کیونکر ضروری ہے اس لئے کہ قرآن کی تلاوت انسان کو ہدایت تک لے جاتی ہے۔ قرآن کی تلاوت انسان کو اللہ کی اطاعت اور بندگی پر گامزن رکھتی ہے۔ قرآن کی تلاوت انسان کو اللہ کی فرمانبرداری پر قائم رکھتی ہے اور قرآن کی تلاوت انسان کو اللہ کی بارگاہ سے، اس کے انعامات کا مستحق بناتی ہے اس لئے سورہ النمل میں ارشادفرمایا:

وَّاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ج فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ. (النحل،۲۷: ۹۱،۹۲)

''اور مجھے (یہ) حکم (بھی) دیا گیا ہے کہ میں (اللہ کے) فرمانبرداروں میں رہوں۔ نیز یہ کہ میں قرآن پڑھ کر سناتا رہوں سو جس شخص نے ہدایت قبول کی تو اس نے اپنے ہی فائدہ کے لیے راہِ راست اختیار کی''۔

روزانہ قرآن کا پڑھنا اور سمجھنا

یہ تلاوت قرآن ایسی ہو جس میں تسلسل ہو جو اگرچہ تھوڑی ہو مگر مسلسل ہو۔ کبھی بھی اس میں انقطاع نہ آئے، کبھی بھی یہ عمل تلاوت چھوٹنے نہ پائے، یہ تلاوت بالقرآن آسانی کے ساتھ سارا سال ہمیشہ جاری رہے۔ اس لئے فرمایا:

فَاقْرَءُ وْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ. (المزمل،۷۳: ۲۰)

''پس جتنا آسانی سے ہو سکے قرآن پڑھ لیا کرو''۔

باری تعالیٰ فاقرء وا کے ذریعے اور واتل کے ذریعے تلاوت قرآن اور قرات قرآن کا حکم دے رہا ہے کہ قرآن کی تلاوت کیا کرو اور قرآن پڑھا کرو۔ قرآن کا تلاوت کرنا اور پڑھنا اپنے اندر ہ معنی بھی رکھتا ہے کہ قرآن کا نزول اس لئے ہوا کہ

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ. (یوسف،۱۲ :۲)

''بے شک ہم نے اس کتاب کو قرآن کی صورت میں بزبانِ عربی اتارا تا کہ تم (اسے براہِ راست) سمجھ سکو''۔

قرآن کی تلاوت اور قرآن کا مقصد بھی یہی ہے کہ لعلکم تعقلون کہ قرآن کو سمجھا جائے، دوسرے مقام پر فرمایا یہ قرآن اس لئے ہے تا کہ اس کے ذریعے لقوم یعلمون (حم السجدہ/ فصلت۴۱/۳) علم حاصل کیا جائے۔ اس قرآن کے ذریعے نئے نئے حقائق جانے جائیں، یہ قرآن اس لئے عطا کیا گیا تا کہ اسے ماننے والے ایک موثر ذریعہ علم جانیں اور قرآن کی تلاوت اس طرح کی جائے کہ اسی قرآن کے ذریعے دیگر اقوام و ملل کے احوال جان کر نصیحت لی جائے۔

قرآن تمام انسانوں کیلئے ہدایت و نصیحت ہے

قرآن کی نصیحت ہی انسانی زندگی کی کامیابی کا راز ہے اس بناء پر فرمایا:

وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ. (البقرہ،۲ :۲۲۱)

''اور اپنی آیتیں لوگوں کے لیے کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں''۔

اس لئے حکم دیا کہ ان پر قرآن کی تلاوت اس طرح کریں کہ فذکر بالقرآن (ق،۵۰:۴۵) قرآن کے ذریعے اس شخص کو نصیحت فرمایئے۔ مزید برآں فرمایا:

جو اس قرآن کو بار بار پڑھتے ہیں اور اس قرآن کی کثرت کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں ہم نے ان لوگوں کے لئے قرآن سے اخذ نصیحت کو آسان کردیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَ لَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ. (القمر،۵۴ :۲۲)

''اور بے شک ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟''۔

یہ قرآن ہماری انفرادی اجتماعی اور بین الاقوامی زندگی کے لئے بھی تذکرہ و نصیحت ہے۔ انفرادی زندگی کے لئے اس طرح کہ ان ھذہ تذکرۃ (المزمل:۱۹) یہ قرآن نصیحت ہے اور قومی زندگی کے لئے بھی نصیحت ہے۔ انہ لذکر لک ولقومک. یہ قرآن آپ کے لئے اور آپ کی پوری قوم کے لئے بھی نصیحت ہے اور بین الاقوامی زندگی کے لئے بھی نصیحت ہے۔ ان ھوا الا ذکر للعلمین (انعام:۹۱) یہ قرآن تمام عالم کے لئے نصیحت و ہدایت ہے۔

قرآن کی تلاوت اس لئے بھی ہے کہ ہر مسلمان تفکر فی القرآن کرے، ہر اہل ایمان قرآن میں غور وفکر کرے۔ ہر مومن سوچنے کو اپنی عادت بنائے، اعلیٰ فکر کو اختیار کرنا اپنا شعار بنائے، ارفع افکار کو اپنانا اپنا وطیرہ

حیات بنائے، اپنی زندگی کو مسلمہ افکار پر ڈھالنا اپنی شناخت بنائے، اپنی سوچ و فکر کو عمدہ بنانا اپنی سیرت بنائے، اس لئے فکر، عمل کی بنیاد بنتی ہے، سوچ کسی بھی فعل کی اساس ثابت ہوتی ہے، فکر ایک بیج ہے اور عمل اس کا پھل ہے۔ اس لئے فرمایا ہر اعلیٰ فکر، قرآن کے دامن میں ہے۔

آیات میں تفکر و تدبر کا لازمی حکم

ارفع فکر قرآن سے تفکر اور تدبیر کے ذریعے ہی میسر آسکتی ہے اس لئے فرمایا کہ قرآن کی تلاوت اس طرح کرو کہ آیات قرآن میں تفکر کرتے چلے جاؤ۔ آیات الٰہیہ میں غور و فکر کو اپناتے جاؤ، اس لئے کہ قرآن کے نزول اور قرآن کی تلاوت کا ایک مقصد تفکر فی القرآن ہے، اس لئے تلاوت قرآن حکیم کے دوران تفکر فی القرآن اور تفکر فی آیات القرآن کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفکَّرُوْنَ (النحل، ۱۶: ۶۹)، (الروم، ۳۰: ۲۱)، (الرعد، ۱۳: ۳)، (الجاثیہ، ۴۵: ۱۳)

''بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانی ہے''۔

اسی طرح سورہ یونس میں ارشاد فرمایا:

کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ. (یونس، ۱۰: ۲۴)

''اسی طرح ہم ان لوگوں کے لیے نشانیاں کھول کر بیان کرتے ہیں جو تفکر سے کام لیتے ہیں''۔

ارشاد فرمایا:

اَوَلَمْ یَتفکَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ. (الروم، ۳۰: ۸) ''کیا انہوں نے اپنے مَن میں کبھی غور نہیں کیا''۔

قرآن تفکر فی الآیات اور تفکر فی الذات کی ترغیب دے کر انسانوں کو عرفان الغایہ (منزل کی معرفت ارائۃ الطریق (راستہ کا دکھانا) اور ایصال الی المطلوب (منزل تک پہنچا دینے) تک لے جاتا ہے، اس تفکر کے ذریعے انسان اھد نا الصراط المستقیم کے مقصد حیات کو پالیتا ہے۔

معرفت قرآن کے لئے تدبر فی القرآن ضروری ہے

قرآن تفکر بالقرآن کے اسی عمل کو تدبر بالقرآن کے ذریعے بھی بیان کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

افَـلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ. (النساء، ۴: ۸۲) ''تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے''۔

اگر وہ قرآن میں غور و فکر کریں تو وہ قرآن کے سب رازوں کو پالیں گے۔ حقائق کائنات ان پر منکشف ہوجائیں گے، قرآن کی صداقت بھی ان پر آشکار ہوجائے گی۔ اللہ کی معرفت کے راز بھی ان پر کھل جائیں گے۔ اس لئے آیت کے اگلے حصے میں فرمایا:

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا. (النساء، ۴: ۸۲)

''اور اگر یہ (قرآن) غیرِ خدا کی طرف سے (آیا) ہوتا تو یہ لوگ اس میں بہت سا اختلاف پاتے''۔

قرآن تفکر فی القرآن اور تدبر فی القرآن کے عمل کو لازمی بنیادوں پر اختیار کرنے کے حوالے سے اہل ایمان اور اہل اسلام کو جھنجھوڑتے ہوئے یوں بیان کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا. (محمد، ۴۷: ۲۴)

''کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے (لگے ہوئے) ہیں''۔

تفکر فی القرآن ہر مسلمان کیلئے ایک لازمی امر ہے

تدبر فی القرآن اور تفکر فی القرآن کی اس سے بڑھ کر کوئی ترغیب نہیں ہوسکتی۔ قرآن میں تفکر اور تدبر کرنا یہ عمل کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ اس پر قرآن کے یہ الفاظ شاہد ہیں، افلا یتد برون القرآن۔ قرآن اپنے ماننے والوں کو جھنجھوڑتا ہے کہ قرآن کو سمجھنا ہے تو تفکر فی القرآن کا عمل اختیار کرو۔ قرآن کو جاننا ہے تو تدبر فی القرآن کا وظیفہ اپناؤ، قرآن میں فہم حاصل کرنا ہے تو تذکیر بالقرآن پر عمل کرو، قرآن سے ہدایت لینی ہے تو تمسک بالقرآن پر کاربند ہوجاؤ۔ قرآن سے قول وفعل اور خلق و سیرت کی خیرات اور روشنی لینی ہے تو تلاوت بالقرآن کو اپنا معمول بناؤ۔ اقوامِ عالم میں عزت اور رفعت کے ساتھ جینا ہے تو ہدیات بالقرآن کو اپنا قومی وملی شعار بناؤ۔

مسلمان قرآن کے بغیر کچھ نہیں

اس لئے یہ بات ذہن نشین کرلو تم قرآن کے بغیر کچھ نہیں ہو۔ تم سے پہلے یہود و نصاریٰ کی بھی ساری عظمتیں تورات اور انجیل پر عمل کرنے سے وابستہ تھیں۔ اس حقیقت کو بھی قرآن میں یوں فرمایا گیا:

قُلْ یٰٓاَهْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ .

(المائدة، ۵: ۶۸)

''فرما دیجیے: اے اہلِ کتاب! تم (دین میں سے) کسی شے پر بھی نہیں ہو، یہاں تک کہ تم تورات اور انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے (نافذ اور) قائم کر دو''۔

قرآن جس طرح یہود و نصاریٰ کو مخاطب کرتا ہے کہ تم اپنی کتابوں تورات اور انجیل پر عمل کئے بغیر لستم علی شئ تم کچھ بھی نہیں ہو۔ اسی طرح قرآن زبان حال سے اپنے ماننے والوں، اہل ایمان اور اہل اسلام سے بھی مخاطب ہورہا ہے کہ تم بھی لستم علی شئ تم بھی کچھ نہیں ہو یہاں تک کہ قرآن پر عمل نہ کرلو۔

اس لئے تمہاری ساری عزتیں قرآن سے وابستہ ہیں، تمہاری ساری عظمتیں قرآن سے ہیں، تمہاری ساری رفعتیں قرآن سے ہیں، تمہاری ساری فضیلتیں قرآن سے ہیں، تمہاری ساری اولیتیں قرآن سے ہیں،

تمہاری ساری بلندیاں قرآن سے ہیں، تمہاری ساری تابناکیاں قرآن سے ہیں۔ قرآن تمہاری شناخت ہے، قرآن تمہاری پہچان ہے، قرآن تمہارا عمل ہے، قرآن تمہارا قول ہے، قرآن تمہارا خلق ہے، قرآن تمہاری سیرت ہے اور قرآن سے تمہاری شخصیت ہے قرآن سے تمہاری وحدت ہے اور قرآن سے تمہاری اجتماعیت ہے۔ قرآن سے تمہاری تقدسیت ہے، قرآن تمہاری زندگی ہے اور تمہاری زندگی قرآن سے ہے۔ اس راز میں تمہاری انفرادی اور اجتماعی زندگی کی عزت وابستہ ہے بصورت دیگر تمہارا حال اے قوم مسلم اقبال کے اس شعر کا مصداق ہوگا۔

؎ وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

رجوع الی القرآن کی شدید ضرورت

آیئے آج ہم قرآن کی طرف لوٹنے کا عہد کریں، قرآن سے اپنا ربط و ناطہ مضبوط کریں۔ رجوع الی القرآن کا عزم مصمم کریں، قرآن سے اکتساب فکر کریں، قرآن سے اخذ نور کریں، قرآن سے تعلیم کتاب کا تعلق قائم کریں، قرآن سے تزکیہ نفوس کریں، قرآن کی حکمت و دانش سے خود کو مملو کریں، قرآن کو کتاب ہدایت جانیں، قرآن سے تذکیر و نصیحت لیں، قرآن سے حبی و عشقی تعلق استوار کریں، قرآن کو اپنا قول و فعل بنائیں، قرآن کو اپنا خلق بنائیں، قرآن سے اپنی انفرادی زندگی سنواریں اور قرآن سے اپنی اجتماعی زندگی کی اصلاح کریں، قرآن کو رسول اللہ کا زندہ معجزہ جانیں اور قرآن کی زندہ فکر کو اپنائیں، قرآن سے اسلام کی حقانیت کو جانیں اور قرآن سے رسول اللہ سے شان ختم نبوت اور شان رسالت کو مانیں اور قرآن سے اللہ کی توحید اور معرفت کا ادراک کریں۔

مسلمانوں سے قرآن کے خطاب کے انداز

قرآن اہل ایمان سے کبھی یوں خطاب کرتا ہے۔ **افلا یتدبرون القرآن**، کبھی یوں فرماتا ہے **ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم و بینت من الھدی والفرقان** اور کبھی **لعلکم ترحمون** کہ یہ قرآن تمہارے لئے رحمت الٰہی کا باعث ہے۔ کبھی فاستعذ باللہ کے ذریعے اہل ایمان کو پیغام دیتا ہے کہ یہ قرآن تمہارے لئے اللہ کی طرف سے پناہ گاہ ہے۔ جیسے فرمایا:

فاذا قرات القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم. کبھی اہل ایمان کو یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ قرآن تمہارے لئے شفا ہی شفا ہے اور تمہاری ظاہری بیماریوں کے لئے بھی شفاء ہے اور تمہاری باطنی بیماریوں کے لئے بھی شفا ہے۔ حتی کہ یہ قرآن سراسر تمہارے لئے رحمت ہی رحمت ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ. (الاسراء،۱۷: ۸۲)

''اور ہم قرآن میں وہ چیز نازل فرما رہے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے اور ظالموں

کے لیے تو صرف نقصان ہی میں اضافہ کر رہا ہے''۔

تمام لوگوں سے بالعموم اور اہل اسلام سے بالخصوص قرآن یوں مخاطب ہوتا ہے:

ولقد فرینا للناس فی القرآن من کل مثل لعلھم یتذکرون.

گویا قرآن خود اعلان کر رہا ہے کہ قرآن اس لئے کہ تا کہ اس کو پڑھنے اور ماننے والے لعلھم یتذکرون اس سے نصیحت حاصل کریں کبھی لعلھم یتفکرون اور لقوم یتفکرون کے ذریعے اہل ایمان کو اس حقیقت سے آگاہ کیا جاتا ہے کہ قرآن اس لئے نازل ہوا ہے کہ اس میں تفکر اختیار کیا جائے اور غور وفکر کیا جائے۔

وَاَنۡزَلۡنَآ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡھِمۡ وَلَعَلَّھُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ. (النحل: ۴۴)

''اور (اے نبیِ مکرّم!) ہم نے آپ کی طرف ذکرِ عظیم (قرآن) نازل فرمایا ہے تا کہ آپ لوگوں کے لیے وہ (پیغام اور احکام) خوب واضح کر دیں جو ان کی طرف اتارے گئے ہیں اور تا کہ وہ غور وفکر کریں''۔

کبھی باری تعالیٰ اہل ایمان کو یوں متوجہ کرتا ہے کہ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، جس آیت پر چاہا عمل کر لیا اور جس آیت کو چاہا اسے چھوڑ دیا۔

الَّذِیۡنَ جَعَلُوا الۡقُرۡاٰنَ عِضِیۡنَ. (الحجر، ۱۵ : ۹۱)

''جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے (کر کے تقسیم) کر ڈالا (یعنی موافق آیتوں کو مان لیا اور غیر موافق کو نہ مانا)''۔

کبھی باری تعالیٰ اہل اسلام کو قرآن کے بے مثل ہونے کی یوں خبر دیتا ہے:

قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰٓی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِہٖ . (الاسراء، ۱۷ : ۸۸)

''فرما دیجیے: اگر تمام انسان اور جنّات اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس قرآن کے مثل (کوئی دوسرا کلام بنا) لائیں گے تو (بھی) وہ اس کی مثل نہیں لا سکتے''۔

ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا. کبھی باری تعالیٰ اہل ایمان کو لعلکم تعقلون کے ذریعے اس حقیقت سے آشنا کرتا ہے قرآن تمہارے لئے عقل وحکمت کا خزانہ ہے۔ اس لئے اسے سمجھو اور اسے جانو اور اس کے ذریعے اپنی عقل وفہم کو بڑھاؤ۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ. (یوسف، ۱۲ : ۲)

''بے شک ہم نے اس کتاب کو قرآن کی صورت میں بزبانِ عربی اتارا تا کہ تم (اسے براہِ راست) سمجھ سکو''۔

یقیناً قرآن عقل و دانش اور حکمت و معرفت کا خزانہ ہے۔ یہ اس ذات کا کلام ہے جو سب سے بڑا

حکیم و دانا ہے اور جس نے حکمت و دانش کو انسانوں کے وجودوں میں پیدا فرمایا ہے۔ اس لئے رسول اللہ کے ذریعے اس امت کو حکمت و دانش کی یہ نعمت عطا کی گئی۔

وَاِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ عَلِیْمٍ. (النمل،۲۷: ۶)

''اور بے شک آپ کو (یہ) قرآن بڑے حکمت والے، علم والے (رب) کی طرف سے سکھایا جا رہا ہے''۔

خلاصہ کلام

قرآن اپنے ان خطابات کے ذریعے اور اپنی ان آفاقی آیات کے توسل سے آج امت مسلمہ کو اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے کہ تم اپنی دنیوی حیات کے کامیابی کے لئے اور اپنی اخروی نجات کے لئے قرآن کی طرف رجوع کرلو، تمہیں اپنی انسانی زندگی کی دنیوی اور اخروی کامیابی کے لئے ایک سوچ، ایک فکر، ایک نصیحت اور ایک ہدایت کی ضرورت ہے جس پر تم نے اپنی زندگی کے اعمال کی بنیاد رکھنی ہے تو وہ سوچ و فکر اور وہ ہدایت نصیحت تمہارے لئے قرآن میں بیان کردی گئی ہے۔ قرآن کی اس آفاقی ہدایت کو اپنانا اور اسے اپنی زندگی میں داخل کرنا اور اپنی شخصیت سے عمل اور کردار کے ذریعے ظاہر کرنا ہی دنیوی زندگی کی ابتلاء اور آزمائش ہے۔ تمہاری روح کی صدا اور پکار یہ ہے اس قرآنی ہدایت کو اپنے وجود میں سمالو، اس آفاقی ہدایت کے ساتھ اپنے عمل میں تم ایک زندہ ثبوت بن جاؤ۔ تم اپنے عمل سے قرآنی ہدایت کی صداقت اور حقانیت کی شہادت اہل دنیا کو دو۔ جبکہ اسی وجود میں نفس امارہ روح کی آواز کے خلاف صدا دیتا ہے۔ وہ نفس امارہ کہتا ہے تم دنیا میں ہو تو میری کچھ دنیوی خواہشات پوری کرو، مجھے تعیّشات دنیوی سے آراستہ کرو، مجھے دنیوی آسائشات کے ذریعے فرحت دو، تم اپنے وجود کو میری تمناؤں کی تکمیل پر لگا دو اور میری کسی بات کو رد نہ کرو۔

انسان روح اور نفس امارہ کی اس کشمکش میں اپنی زندگی صرف کردیتا ہے۔ اگر انسانی عمل روح کی آواز بن جائے تو انسان قرآنی ہدایت کے مطابق کامیاب ہوجاتا ہے اور اگر انسانی عمل نفس امارہ کی صدا میں ڈھل جائے تو انسان تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔ قرآن نے اپنی آفاقی ہدایت کے ذریعے قول و عمل احسن کو انسانی زندگی کی کامیابی کی علامت ٹھہرایا ہے۔ اس لئے فرمایا:

نِ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً. (الملک،۶۷: ۲)

''جس نے موت اور زندگی کو (اِس لیے) پیدا فرمایا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے''۔

باری تعالیٰ ہمیں قرآن سے کتاب ہدایت کی حیثیت سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابو سفیانؓ

نواز رومانی

ایک دن ابو سفیان گھر لوٹا تو راستے میں ایک دوست مل گیا، کہنے لگا: ''تمہارے ہاں بیٹی نے جنم لیا ہے''۔ ''بیٹی۔۔۔'' ابو سفیان نے دوست کی بات کو دوہرایا۔ اس کا نام کیا رکھا جائے؟ صفیہ نے پوچھا۔ ''نام۔۔۔؟'' ابو سفیان سوچنے لگا۔ یہ رملہ ہے۔ ''رملہ''۔ رملہ بنت ابو سفیان جب اس جہان رنگ و بو میں پیدا ہوئی تو اس وقت ابو سفیان کی عمر تینتیس برس تھی۔

رملہ سب کی نظروں کا تارا بنی ہوئی تھی، ماں باپ اس کی تمام خواہشات پوری کرتے تھے، وہ خوشیوں کے گہوارے میں پروان چڑھنے لگی اس کی ذرا سی تکلیف پر ابوسفیان اور صفیہ دونوں پریشان ہوجاتے تھے۔ وقت کی تیز رفتاری کے ساتھ ساتھ رملہ بنت ابو سفیان صخر بن حرب بھی بچپن سے لڑکپن اور لڑکپن سے جوانی کی منازل کی طرف بڑھنے لگیں اور پھر وہ بالغ ہوگئیں، بہت خوب صورت تھیں۔

رملہ کی شادی عبیداللہ سے ہوگئی۔ رملہ بنت ابوسفیان اور عبیداللہ بن جحش دنیا جہان کی خوشیاں دامن میں سمیٹے زندگی کے دن گزار رہے تھے۔دونوں میاں بیوی کی نور اسلام سے دنیا یکسر بدل چکی تھی۔

اب دونوں میاں بیوی کے شب و روز کا رنگ بدل گیا تھا، کفر کے اندھیرے غائب ہوگئے تھے۔ اسلام کی روشنی دلوں اور گھر کے اندر پھیل گئی تھی۔ ابوسفیان جس کو اپنی بیٹی کی شائستہ عادات و خصائل پر بڑا ناز تھا، اس نے قدیم جاہلی روایات سے بغاوت کرکے حق و صداقت کے نور سے اپنے سینے کو منور کرلیا تھا اور ابوسفیان بے خبر تھا کہ اس کے اپنے گھر کے اندر کتنا بڑا انقلاب آ گیا ہے۔

عبیداللہ بن جحش اور رملہ ہنسی خوشی زندگی کے دن گزار رہے تھے کہ انہی دنوں ان کے ہاں ایک بیٹی نے جنم لیا، باپ نے اس کا نام حبیبہ رکھا اور پھر سب لوگ رملہ کو ام حبیبہ کے نام سے منسوب کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ ام حبیبہؓ کی زندگی میں فکروں اور سوچوں نے گھر بنانا شروع کردیا۔ عبیداللہ کا رویہ بہت بدل چکا تھا، زیادہ تر

وقت گھر سے باہر گزارتا تھا، ادھر ادھر سے پتہ چلتا رہتا تھا کہ وہ عیش وعشرت میں پڑ گیا ہے۔ یہی بات ان کے لئے پریشان کن تھی۔ عبیداللہ نے حضرت ام حبیبہؓ کو مخاطب کر کے کہا:

''اے حبیبہ کی ماں! میں نے دین کے بارے میں بہت سوچا اور آخر کار اس نتیجے پر پہنچا کہ تمام مذاہب میں نصرانیت بہترین ہے۔ چنانچہ میں اس کی طرف مائل ہوگیا تھا لیکن اس کے باوجود میں نے اسلام کو اختیار کرلیا تھا کیونکہ اس کی وجہ میں خود بھی نہیں جانتا لیکن اب میں نے نصرانیت کی طرف رجوع کرلیا ہے''۔

حضرت ام حبیبہؓ نے سنا تو بولیں: ''اس میں تمہاری کوئی بھلائی نہیں ہے بلکہ سراسر نقصان ہے''۔

سمجھانے کے باوجود عبیداللہ اپنے خیال سے باز نہ آیا، دین اسلام سے مرتد ہوگیا تھا لہٰذا میاں بیوی میں علیحدگی ہوگئی۔ ایک دن افسردہ ومغموم تھیں، حبیبہ کھیل رہی تھی کہ طائر خیال پرواز کرتا ہوا مکہ پہنچ گیا۔ سب سے پہلے جو چہرہ آنکھوں کے سامنے ابھرا وہ ان کے باپ ابوسفیان صخر بن حرب کا تھا۔

رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی، ہر سو خاموشی محیط تھی۔ حضرت ام حبیبہؓ آرام فرما رہی تھیں کیا دیکھتی ہیں کوئی شخص آتا ہے اور ام المومنین کہہ کر خطاب کرتا ہے فوراً آنکھ کھل گئی۔ یہ زندگی کا بہترین خواب تھا جو انہوں نے دیکھا تھا۔ غور فرمانے کے بعد یہ تعبیر نکالی کہ تاجدار عرب وعجم ﷺ انہیں حبالہ عقد میں لے آئیں گے اس کے بعد نیند آنکھوں سے غائب تھی، بار بار اس خواب جانفزا کا خیال آتا تھا اور ام المومنین کا لفظ آہستگی سے لبوں پر مچل جاتا تھا۔ صبح اٹھیں، اللہ کے حضور شکر بجا لائیں، چہرے مبارک پر عجیب طرح کی رونق وتازگی تھی، تمام پچھلے دکھ درد جو پردیس میں سہے تھے، ہوا ہوگئے تھے اب اس وقت اور لمحے کا انتظار تھا کہ کب کوئی پیغام لے کر آتا ہے۔

محبوب کبریاء، رحمت مجسم ﷺ کو جب حضرت ام حبیبہؓ کے بارے میں علم ہوا کہ وہ کن حالات میں زندگی بسر کررہی ہیں تو حضرت عمر بن امیہ ضمریؓ کو طلب فرمایا اور کہا: ''تم ابھی حبشہ روانہ ہوجاؤ اور اس کے بادشاہ کو میرا خط پہنچاؤ''۔

حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ نے خط کو بصد ادب ہاتھوں میں لیا اور پھر سوئے حبشہ چل پڑے۔ شاہ حبشہ دربار میں بیٹھا تھا کہ اطلاع ملی کہ حضور اکرم ﷺ کے قاصد حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ تشریف لائے ہیں، سنا تو تخت سے اٹھ بیٹھے۔ حضرت عمرو بن امیہؓ کا بڑی محبت سے استقبال کیا اور قریب لاکر بٹھایا۔ قاصد نے خط پیش کیا تو اسے سر آنکھوں پر رکھا اور پھر کھول کر پڑھا، لکھا تھا:

''میری طرف سے ام حبیبہ کو پیام شادی دو''۔

خط پڑھنے کے بعد شاہ حبشہ نے اپنی باندی ابرہہ کو طلب کیا جو ملبوسات وعطریات کی منتظمہ تھی، اسے کچھ ہدایات دیں اور حضرت ام حبیبہؓ کی خدمت میں بھیجا۔ ابرہہ تیز تیز قدم اٹھاتی جارہی تھی، جلد ہی وہ حضرت ام حبیبہؓ کے مکان پر جاکر رکی اور دروازے پر دستک دی۔

''کون ہے؟'' اندر سے آواز آئی۔ ''ابرہہ! شاہ حبشہ کی باندی''۔ ''اندر آجاؤ''۔ حضرت ام حبیبہؓ نے کہا تو ابرہہ اندر چلی گئی اس کا چہرہ ہی بتا رہا تھا کہ بہت بڑی خوشخبری لے کر آئی ہے۔

''عدت ختم ہوگئی آپ کی؟'' ''ہاں! آج ہی ختم ہوئی ہے مگر تم کیوں دریافت کررہی ہو؟'' حضرت ام حبیبہؓ نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ ''بادشاہ سلامت نے بھیجا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بذریعہ خط پوچھا ہے کہ کیا آپ ان کی ازواج مطہراتؓ میں شامل ہونے پر آمادہ ہیں؟''

''شاہ حبشہ سے کہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت سے نوازے، مجھے کوئی عذر نہیں''۔ حضرت ام حبیبہؓ نے جواب دیا تو باندی پھر گویا ہوئی: ''آپ کی جانب سے وکیل کون ہوگا؟'' ''حضرت خالد بن سعید بن العاص''۔

یہ جواب سن کر ابرہہ واپس جانے لگی تو حضرت ام حبیبہؓ نے اسے روک لیا اور چاندی کے دو کنگن، دو جھانجھن جو آپ کے پیروں میں تھیں اور انگلیوں میں جتنی چاندی کی انگوٹھیاں تھیں، اتار کر سب دے دیں کیونکہ وہ بہت بڑا مژدہ لے کر آئی تھی، یہ اس کا انعام تھا جب وہ واپس چلی گئی تو حضرت ام حبیبہؓ خیالات کی جولا نگاہ میں کھوگئیں۔

انہیں وہ خواب یاد آگیا جو چند دن قبل دیکھا تھا اس کی تعبیر کس قدر جلد نکلی تھی اس وقت ان کے چہرے مبارک پر خاص قسم کا نور اور طمانیت رقصاں تھی۔ شام کو تقریب نکاح کا انتظام کیا گیا، نجاشی نے حضرت جعفر طیارؓ اور وہاں جو مسلمان تھے، سب کو بلا بھیجا جب سب جمع ہوگئے تو شاہ حبشہ نجاشی نے حاضری سے خطاب کرکے کہا:

''مجھے حضور اکرم ﷺ نے پیغام بھجوایا تھا کہ میں ان کا نکاح حضرت ام حبیبہؓ سے پڑھادوں اسی سلسلہ میں آپ کو یہاں بلایا ہے''۔ اور پھر اصحمہؓ شاہ حبشہ نے جن کا لقب نجاشی تھا، خطبہ نکاح پڑھا۔

ہجرت حبشہ سے لے کر آنحضور ﷺ کے نکاح میں آکر مدینے واپس آنے تک تیرہ سال حضرت ام حبیبہؓ حبشہ میں رہیں، جب وہ مدینہ منورہ پہنچیں تو ان دنوں محبوب رب العالمین ﷺ خیبر کی مہم پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ حضرت جعفر طیارؓ اور کچھ دوسرے لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے سوئے خیبر روانہ ہوگئے۔ ام المومنین سیدہ حضرت ام حبیبہؓ مدینے میں ہی رک گئیں اور اپنے شوہر نامدار ﷺ کا انتظار فرمانے لگیں۔

اہل قریش کے سرکردہ افراد بیٹھے سوچ رہے تھے، بہت سوچ بچار کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا اور ابوسفیان صخر بن حرب کو مخاطب کر کے کہا: ''تم مدینہ جاؤ اور قرار داد کو مستحکم کرو اور توسیع کرواؤ تا کہ مزید دس سال تک یہ نافذ العمل رہے اگر ضرورت پڑے تو اپنی بیٹی ام حبیبہؓ سے مدد لینا جو اس وقت امہات المومنین میں شامل ہیں''۔

ابوسفیان نے بیٹی کے حجرے اقدس کے دروازے پر دستک دی۔ ''کون؟'' ''ابوسفیان!'' ''اندر آجائیں''۔ حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا تو ابوسفیان حجرہ مبارک کے اندر چلے گئے، چودہ سال کے عرصہ دراز کے بعد باپ بیٹی کی ملاقات ہوئی تھی اور پھر انہوں نے بستر پاک پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو ام المومنینؓ نے اسے فوراً لپیٹ دیا۔ ''کیا تم نے اپنے باپ کو اس لائق بھی نہیں سمجھا کہ وہ بستر پر ہی بیٹھ سکے؟''

ابوسفیان نے حیرانگی و حیرت سے پوچھا۔ ''یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر مبارک ہے اور آپ ابھی شرک کی نجاست سے آلودہ ہیں، میں نہیں چاہتی کہ آپ کے بیٹھنے سے اس بستر کے تقدس میں فرق آئے''۔

بیٹی کے گھر سے نکل کر ابوسفیان سیدھے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور قرار داد حدیبیہ اور اس کی مدت میں توسیع سے متعلق گفتگو کی مگر حبیب اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا تو پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا: ''آپ میری طرف سے اس ضمن میں اپنے آقا و مولا ﷺ سے بات کریں''۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ بڑی راسخ العقیدہ، پاک باز، سمجھ دار، عالی ہمت، سلیقہ شعار، جواد، اوصاف حمیدہ کی مالک تھیں اور رضائے الٰہی ورسولہ کے سامنے کسی کو ترجیح نہ دینے والی خاتون تھیں، عمل بالحدیث کی بہت پابند تھیں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتی تھیں۔ ان کے بھانجے ابوسفیان بن سعید بن المغیرہ آئے اور انہوں نے ستو کھا کر کلی کی تو بولیں تم کو وضو کرنا چاہئے کیونکہ جس چیز کو آگ پکائے اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کا حکم ہے اس قسم کی حدیث حضرت فاطمہؓ کے حالات میں بھی ہے لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا تھا یعنی پہلے تھا پھر حضور اکرم ﷺ نے اس کو باقی نہیں رکھا۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھاتے تھے اور اگر پہلے سے وضو ہوتا تو دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے بلکہ پہلے ہی وضو سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ سے ایک مرتبہ سنا کہ جو شخص بارہ رکعت نفل روزانہ پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ فرماتی ہیں۔ ''میں ان کو ہمیشہ پڑھتی ہوں'' اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کے شاگرد اور بھائی عتبہ اور عتبہ کے شاگرد عمرو بن اویس اور عمرو کے شاگرد نعمان بن سالم سب اپنے اپنے زمانہ میں برابر یہ نمازیں پڑھتے تھے۔

ہجرت کے آٹھویں سال مکہ فتح ہوا جس پر سورہ ''انا فتحنا لک فتحا مبینا'' ناطق ہے۔ لشکر اسلام

مدینہ منورہ سے روانہ ہوا اس لشکر کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ اس سے قبل اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ عظیم الشان لشکر ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح بڑھا چلا جارہا تھا جس جگہ پڑاؤ ڈالتا تھا تمام سطح زمین روپوش ہوجاتی تھی۔

حضرت عباسؓ دل سے چاہتے تھے کہ ابوسفیان دائرہ اسلام میں داخل ہوجائے لہذا انہوں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! ابوسفیان ایسا شخص ہے جو سرداری اور سربلندی پسند کرتا ہے اس لئے آپ ﷺ اس کی کمزوری کا لحاظ فرمائیں''۔

چچا کی بات سن کر رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگیا، اسے امان دے دی جائے گی اور جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوکر دروازہ بند کرلے گا اس کے لئے بھی امان ہے جو کعبہ میں داخل ہوگا، وہ بھی مامون ہے''۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کو جب باپ کے قبول اسلام کا علم ہوا تو بڑی مسرت ہوئی کیونکہ وہ جانتی تھیں ابوسفیان مخالفت اسلام میں کس قدر شدید تھے۔ حضرت ابوسفیان صخر بن حربؓ جب ایمان لائے اور عفو نبوی ﷺ کے مناظر کا مشاہدہ کیا تو حضور اکرم ﷺ کی عظمت کے دل سے قائل ہوگئے اور اپنے قلبی تاثرات کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا: ''یارسول اللہ ﷺ! آج سے پہلے آپ ﷺ کی ذات مبارک اور آپ ﷺ کا دین میری نگاہ میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ تھا لیکن آج آپ ﷺ کی شخصیت اور آپ کی تعلیمات میرے نزدیک سب سے زیادہ محترم اور محبوب ہیں''۔

حضرت ابوسفیان بن حرب جو مولفۃ القلوب میں سے تھے آگئے اور عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! آج آپ تمام قریش سے زیادہ تونگر ہیں۔ حضور پاک ﷺ نے سنا تو تبسم فرمایا تو حضرت ابوسفیانؓ بولے: ''اس میں سے کچھ مجھے عطا فرمائیے''۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم فرمایا کہ چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ ان کو انعام میں دو اس پر حضرت ابوسفیانؓ نے عرض کی: ''میرے بیٹے یزید کو بھی حصہ عنایت فرمائیے''۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا: ''چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ اور دے دو''۔

حضرت ابوسفیانؓ پھر عرض گزار ہوئے: ''حضور اکرم ﷺ! میرے دوسرے بیٹے معاویہؓ کا بھی حصہ دیجئے''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دے دو''۔

اس پر حضرت ابوسفیانؓ نے کہا: ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم! آپ ﷺ زمانہ جنگ میں بھی کریم ہیں اور زمانہ امن میں بھی بہت کریم ہیں''۔

حضرت عمر فاروقؓ کی معاشی اصلاحات

مریم بشیر

تعارف

حضرت عمر فاروقؓ کی ساری زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں گزری۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ساری زندگی مخلوق خدا کی خدمت اور بھلائی کے کاموں میں گزاری ہے۔ آپ ﷺ نے جہاں گمراہی سے نکال کر ہدایت کے راستے پر گامزن کیا وہاں معاشرے میں پسے ہوئے طبقات کی بحالی کا کام سرانجام دیا۔ آپ ﷺ نے معاشی نظام کو مستحکم بنیادوں پر استوار کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حکومت کے استحکام کے لئے جو معاشی نظام عطا کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس حقیقی نظام کو باقاعدہ ملکی سطح پر انتظامی محکمہ جات کی صورت میں قائم کیا۔ جس نظام نے تمام طبقات کو متاثر کیا وہ نظام حضرت عمر فاروقؓ کا ہے۔ آپ نے ملکی ترقی کے لئے مجلس شوریٰ، ٹیکس اور بیت المال کے شعبے قائم کئے۔ دفاع کے لئے فوج اور پولیس کا نظام مرتب کیا۔ عوام کی بھلائی کے لئے عدالت کا نظام، صوبوں کی تقسیم اور ڈاک کا نظام قائم کیا۔ آپ کے دورحکومت میں غیر مسلموں کے ساتھ مساوی سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے معاشی نظام کے اہم پہلو درج ذیل تھے۔

حضرت عمر بن خطابؓ کا نظام محاصل

حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے ملک کے معاشی نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے ٹیکس کے نظام کا نفاذ کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے زمینوں کی پیمائش اور غیر مسلم کاشت کاروں پر ان کی برداشت سے زیادہ ٹیکس نہیں لگانا چاہتے تھے۔

دورِ فاروقیؓ میں ٹیکس کا نظام اتنا بہتر ہوگیا تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرمانے لگے:

کان خراج السواد علی عهد عمر بن الخطابؓ مائة الف درهم.

(بلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر، امام ابی العباس، فتوح البلدان، موسسۃ المعارف، بیروت، ۱۴۰۳ھ، ص:۲۷۰)

''امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں سواد سے ایک لاکھ درہم ٹیکس وصول ہوا تھا''۔

ٹیکس کی وصولی میں حضرت عمرؓ کی ہدایات

ٹیکس ملکی آمدن کا اہم ذریعہ ہوتا ہے اس میں مسلم اور غیر مسلم سب شریک ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ غیر مسلم شہریوں کے حقوق کا خیال رکھتے تھے ان پر ان کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہ ڈالتے۔ امیرالمومنین حضرت عمر بن خطابؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت اسلم فرماتے ہیں:

ان عمرؓ کتب الی امراء الاجناد: ان لا یضربوا الجزیۃ علی النساء ولا علی الصبیان.

(عبدالرزاق، ابوبکر بن ہمام بن نافع، المصنف، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۱۴۰۳ھ، ۶:۸۵، رقم:۱۰۰۰۹)

''حضرت عمر فاروقؓ نے سپہ سالاروں کو خط لکھا کہ وہ غیر مسلم عورتوں اور بچوں پر ٹیکس نافذ نہ کریں''۔

ٹیکس کی وصولی میں سختی کی ممانعت

ٹیکس کی وصولی ایک مشکل عمل ہے۔ امیرالمومنین حضرت عمر بن خطابؓ کو دوسرے صوبے سے بہت سا مال آیا۔ یہ مال ٹیکس سے ہی حاصل کیا جاتا تھا امیرالمومنین حضرت عمر بن خطابؓ زیادہ مال کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ یہ مال کسی پر ظلم یا سختی کر کے تو نہیں لائے۔ اس کو امام قدامہ بیان فرماتے ہیں:

انی لاظنکم قد اھلکتم الناس، قالوا: لا، واللہ، ماا خذنا الا عفوا صفوا قال: بلا سوط ولا بوط، قالوا: نعم قال: الحمدللہ الذی لم یجعل ذلک علی یدی ولا فی سلطانی.

(ابن قدامہ، ابومحمد عبداللہ بن احمد المقدسی، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۰۵ھ، ۹:۲۹۰)

''میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم نے یہ ٹیکس معافی اور نرمی کے ساتھ ہی وصول کیا ہے۔ آپؓ نے پوچھا: بغیر کسی سختی کے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ آپؓ نے دعا کی: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میرے ہاتھ سے میری حکمرانی میں غیر مسلموں پر یہ زیادتی نہیں ہونے دی''۔

ٹیکس کی وصولی میں حسن سلوک اور نرمی کی تلقین

امیرالمومنین حضرت عمرؓ، فرمان رسول ﷺ کے مطابق اپنی رعایا سے نرمی برتتے تھے۔ ایک دفعہ شام

کے سفر میں امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ نے دیکھا کہ ان کے عامل ٹیکس وصول کرنے کے لئے غیر مسلموں کو دھوپ میں کھڑا کر دیتے ہیں۔ اس پر آپؓ نے عاملوں کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا:

فدعوهم، لاتكلفوهم مالا يطيقون، فانى سمعت رسول الله ﷺ يقول: لا تعذبوا الناس فان الذين يعذبون الناس فى الدنيا يعذبهم الله يوم القيامة.

(ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، دارالمعرفہ، بیروت، لبنان، س ن، ص:۱۳۵)

''ان کو چھوڑ دو، ان کو ہرگز تکلیف نہ دو جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے، میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے لوگوں کو عذاب نہ دو، بے شک جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں اللہ انہیں قیامت کے دن عذاب دے گا''۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کڑی سزا کو ترک کر دیا گیا۔ اسی طرح ہشام بن حکم نے حمص کے ایک غیر مسلم قبطی کو ٹیکس وصول کرنے کے لئے دھوپ میں کھڑا دیکھا۔ اس پر انہوں نے سرکاری افسر کی ملامت کی اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

ان الله يعذب الذين يعذبون الناس فى الدنيا.

(ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، السنن، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء، ۳:۱۰۶، رقم:۳۰۴۵)

''بے شک اللہ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں''۔

عمر رسیدہ افراد کے لئے ٹیکس کی معافی

امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کے عہد حکومت میں بلا رنگ ونسل و ملک وملت رعایا کو آرام وسکون پہنچایا جاتا بلکہ ان کے لئے نرمی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ غیر مسلم شہریوں کا نہ صرف ٹیکس معاف کردیا جاتا تھا بلکہ ضعفاء کے لئے وظائف کا تعین بیت المال سے کیا جاتا تھا اور ان کی اور ان کے اہل خانہ کی کفالت بھی کی جاتی تھی۔

مشہور امام ابوعبید القاسم بن سلام ''کتاب الاموال'' میں اس امر کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

ان امير المومنين عمرؓ مربشى من اهل الذمة، يسئال على ابواب الناس: فقال: ما انصفناک ان كنا اخذنا منک الجزية فى شبيتک ثم ضيعناک فى كبرک. قال: ثم اجرى عليه من بيت المال ما يصله.

(ابوعبید، قاسم بن سلام، کتاب الاموال، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء، ص:۵۷، رقم:۱۱۹)

''بے شک امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطابؓ غیر مسلم شہریوں میں سے ایک بوڑھے شخص کے پاس سے گزرے جو لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتا تھا۔ آپؓ نے فرمایا: ہم نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ ہم نے تمہاری جوانی میں تم سے ٹیکس وصول کیا پھر تمہارے بڑھاپے میں تمہیں بے یارومددگار چھوڑ دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپؓ نے اس کی ضروریات کے لئے بیت المال سے وظیفہ کی ادائیگی کا حکم جاری فرمایا''۔

پاکستان کا محصولاتی نظام

موجودہ دور میں ہر حکومت فرائض سرانجام دیتی ہے۔ وہ ملک کو غیر ملکی حملہ آوروں سے بچاتی ہے۔ ملک کے اندر امن و امان برقرار رکھنے کی ذمہ دار ہے۔ لوگوں کی معاشرتی فلاح و بہبود بھی حکومت کا فرض بن جاتی ہے۔ حکومت صحت عامہ، تعلیم اور سماجی بہبود کی خدمات بہم پہنچاتی ہے۔ ملک کی معاشی ترقی کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے۔ وہ ملک میں ہوائی اڈے تعمیر کرتی ہے۔ ریلوں اور سڑکوں کا جال بچھاتی ہے۔ بندرگاہیں تعمیر کرتی ہے لوگوں کے معیار زندگی کو بڑھانے کے لئے سعی کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا سب سے اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملک کی حقیقی قومی آمدنی میں اضافہ ہو اور ملک میں مکمل روزگار کی صورت حال پیدا ہو۔

کامل روزگار سے مراد ایسی صورت حال ہے جس میں ان تمام لوگوں کو ان کی قابلیت اور صلاحیت کے مطابق روزگار مہیا کیا جاتا ہے جو کہ کام کرنے کے اہل ہوں اور کام کرنا چاہتے ہوں۔ اس کے علاوہ حکومت معیشت کے مختلف شعبوں یعنی زراعت، صنعت، تجارت اور بینکاری نظام میں ترقی کے پروگرام بناتی ہے تاکہ ان شعبوں کو زیادہ سے زیادہ ترقی دے کر معیشت کو مستحکم بنایا جائے ان سب فرائض کی تکمیل کے لئے حکومت کو مالی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ حکومت براہ راست اور بالواسطہ ٹیکس لگا کر روپیہ اکٹھا کرتی ہے اس کے علاوہ بعض اوقات حکومت زائد نوٹ بھی چھاپ کر جسے ہم معاشی اصطلاح میں خسارے کی سرمایہ کاری (Deficit Financing) کہتے ہیں۔ اپنی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ کئی دفعہ وہ اندرونی اور بیرونی ذرائع سے قرضے حاصل کرکے بھی اپنے اخراجات کو پورا کرتی ہے۔ کسی بھی حکومت کی آمدنی کا سب سے بڑا اور اہم ذریعہ ٹیکس ہوتے ہیں۔ ٹیکس ایک ایسی لازمی ادائیگی ہے جو لوگ حکومت کو ادا کرتے ہیں اور اس کے بدلے میں کسی قسم کا براہ راست مفاد کا مطالبہ نہیں کرتے۔ ٹیکسوں کی رقم لوگوں کے اجتماعی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتی ہے ٹیکسوں کی کئی قسمیں ہیں۔ پاکستان میں عام طور پر ٹیکسوں کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ براہ راست ٹیکس (Direct Tax)　　۲۔ بلاواسطہ ٹیکس (Indirect Tax)

براہ راست ٹیکس اس کو کہتے ہیں جو جس پر لگے وہی ادا کرتا ہے جیسے یہ ٹیکس تنخواہوں، زمین و جائیداد اور کاروباری اداروں وغیرہ پر لگایا جاتا ہے جبکہ بالواسطہ ٹیکس درآمدات و برآمدات وغیرہ پر لیا جاتا ہے۔

نوعیت کے اعتبار سے ٹیکسوں کی پانچ اقسام ہیں:

۱۔ براہ راست ٹیکس (Direct Tax)　　۲۔ بالواسطہ ٹیکس (Indirect Tax)

۳۔ متناسب ٹیکس (Proportional Tax)　　۴۔ مستزائد ٹیکس (Progressive Tax)

۵۔ تنزیلی ٹیکس (Regressive Tax)

متناسب ٹیکس کی صورت میں ٹیکس عائد کرتے وقت ایک ہی شرح برقرار رکھی جاتی ہے۔ خواہ کسی شخص کی آمدنی کم ہو یا زیادہ سب پر ایک ہی شرح سے ٹیکس لگایا جاتا ہے۔

اگر آمدنی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ٹیکس کی شرح بھی بڑھتی چلی جائے اور آمدنی کے کم ہونے سے ٹیکس کی شرح بھی کم ہوتی جائے تو اسے مستزائد ٹیکس کہا جاتا ہے۔

تنزیلی ٹیکس ایسا ٹیکس ہے جس کی شرح بڑھتی ہوئی آمدنی کے ساتھ ساتھ گرتی چلی جاتی ہے۔

پاکستان میں ٹیکس عائد کرنے والے تین ادارے ہیں:

۱۔ مرکزی حکومت: جو ٹیکس عائد کرتی ہے ان میں کسٹم ڈیوٹی، مرکزی ایکسائز ڈیوٹی، آمدنی ٹیکس، کاروباری ٹیکس وغیرہ شامل ہیں۔

۲۔ صوبائی حکومتیں: اپنے دائرہ کار میں مالیہ، آبیانہ، پیشہ وارانہ ٹیکس، صوبائی ایکسائز ڈیوٹی، بجلی، موٹر گاڑیوں پر ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس وغیرہ وصول کرتی ہیں۔

۳۔ مقامی حکومتیں: مثلاً کارپوریشن، میونسپل کمیٹیاں، ضلعی اور مقامی کونسلیں بھی صوبائی حکومتوں کی منظوری کے بعد کچھ ٹیکس عائد کرتی ہے۔ جن سے محصول چنگی، ٹول ٹیکس اور مختلف شرحیں ملتی ہیں۔

مختصر یہ کہ کسی بھی حکومت کی آمدنی جن میں براہ راست ٹیکس اور بالواسطہ ٹیکس زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

براہ راست ٹیکس کا نفاذ

فیڈرل بورڈ آف ریونیو (FBR) انکم ٹیکس وصول کرنے کا پابند حکومتی ادارہ ہے۔ اس کی بنیاد 1942ء میں رکھی گئی اور منسٹری آف فنانس کے زیرنگرانی کام کرتا تھا۔ اس کے بعد 1960ء تک یہ اسی طرح

چلتا رہا۔ (FBR) کو بھی منسٹری آف فنانس کے ساتھ کردیا گیا۔ اس ادارے کے وظائف میں مالی پالیسیوں کی نگرانی، وفاقی سطح پر ٹیکسوں کی وصولی شامل ہے۔ مگر اس میں بھی بہت بے ضابطگیاں پائی جاتی ہیں۔

پاکستان جب وجود میں آیا تو یہ چند ایسے باضمیر باختہ افراد کے ہاتھ چڑھ گیا جنہوں نے پاکستان کو لوٹا اور اس خوشحال مملکت کو ابتدائی مراحل میں ہی اپاہج کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اس کام میں برسر اقتدار لوگ سب سے زیادہ پیش پیش رہے اور اس کے بعد امیر وڈیرے اور جاگیردار طبقہ جس نے کبھی بھی حکومت کو مکمل ٹیکس نہیں دیا۔ (مجاہد حسین، کون بڑا بدعنوان، یوسف مارکیٹ، لاہور، ص:۵۶)

بالواسطہ ٹیکسز کا نفاذ

معروف تجزیہ نگار ڈاکٹر فرح سلیم کے مطابق پاکستان میں ٹیکس نظام کی ایک اور سب سے بڑی خامی بالواسطہ ٹیکسز ہیں۔ پاکستان میں جو ٹیکسوں کا نظام لاگو ہے اس میں بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ 60 فیصد ٹیکسز جو ہیں وہ بالواسطہ ٹیکس کی مد میں اکٹھے کئے جاتے ہیں اور 40 فیصد براہ راست ٹیکسز ہیں۔ بالواسطہ ٹیکس سے مراد یہ ہے کہ جیسے جیسے آپ کی آمدن کم ہوتی جاتی ہے اس ٹیکس کا آپ پر بوجھ بڑھتا جاتا ہے ٹیکس سسٹم یہ کر رہا ہے کہ پورے پاکستان کی حکومت چلانے کا خرچ پاکستان کے کم آمدن والے طبقے پر بڑھاتا چلا جارہا ہے۔

ایف۔بی۔آر کے ترجمان اسرار رؤف کے مطابق صرف کرپشن ہی مسئلہ نہیں بلکہ ٹیکسوں کی وصولی کے دائرہ کار میں اضافے کی بھی ضرورت ہے جس کے لئے متعدد اقدامات اٹھائے جارہے ہیں۔ آر ایس ٹی اسی چیز کو چیک کرنے کے لئے لایا جارہا ہے کیونکہ ہمارے درمیان میں ہول سیلرز اور ڈسٹری بیوٹرز کی چین مس ہے اگر اس مسنگ کو ختم کردیا جائے تو پانچ چھ سو بلین کا ریونیو بڑھ جائے گا جب ریونیو بڑھے گا تو ٹیکس کی شرح نیچے آجائے گی۔

اسرار رؤف کے مطابق گزشتہ 1328 ارب روپے کے ٹیکسز وصول کئے گئے اور اس سال یہ ہدف 1304 ارب روپے ہے۔ بقیہ تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ ٹیکسوں کی رقم کے ضیاع سے متعلق اعداد و شمار سامنے آنے کے بعد کہ حکومت کو مزید ٹیکس لگانے میں عوامی سطح پر بھی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ (شکور رحیم: حالات حاضرہ ادارت: افسر اعوان، پاکستان میں ٹیکسوں کے ۶۰۰ ارب روپے کی پیش نظر، http:www.dwde)

معاشرتی مسائل کا حل
تعلیمات صوفیاء کی روشنی میں

فہمیدہ نسرین

انسان اپنی فطرت میں جماعتی زندگی کا محتاج ہوتا ہے۔ بغیر اجتماعیت کے اس کی زندگی ناممکن ہے۔ خاندان کی محدود اجتماعیت سے باہر جو ایک وسیع و عریض اجتماعیت ہے اسے معاشرہ کہتے ہیں اور اس کی ابتداء دراصل اسی وقت ہوگئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تھا۔ پہلا معاشرہ جو وجود میں آیا وہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں وجود میں آیا۔ انسان اپنی پیدائش سے لے کر موت تک معاشرے کا محتاج ہوتا ہے۔ اس کا جسم، عقل اور خلق جیسے اہم عطیات بھی خالق کائنات، جماعتی علائق ہی کے لئے عطا کرتا ہے۔ دنیا میں آتے ہی وہ ایک خاندان میں آنکھ کھولتا ہے۔ اپنی پرورش کے لئے دوسرے لوگوں (ماں، باپ، بہن، بھائی یا رشتہ داروں) کا محتاج ہوتا ہے۔ پھر ہوش سنبھالتے ہی اس کو ایک سوسائٹی سے، ایک برادری سے، ایک بستی سے، ایک قوم سے، ایک نظام تمدن اور نظام معیشت و سیاست سے واسطہ پڑتا ہے۔ نیز فرد یا انسان اپنی ہر متعلقہ شے خوراک، لباس، مکان اور زندگی کے ہر شعبے میں جماعت کا دست نگر ہے اور اگر اس سے وہ تمام علائق حذف کردیئے جائیں جو اطاعت کی بدولت اس کو حاصل ہوتے ہیں تو پھر اس کے پاس کچھ باقی نہ رہتا اور اس کی حیثیت ختم ہوجاتی۔ انسان کے اعمال، اغراض اور عادات کی جماعتی زندگی (معاشرہ) کے بغیر کوئی قیمت نہیں ہے۔

فطری طور پر انسان دو چیزوں کا مرکب ہے۔ نسیان اور انس۔ انسان بار بار بھولتا ہے تو اس کے لئے اسے دوسروں کا سہارا لینا پڑتا ہے کیونکہ الگ تھلگ رہ کر اور دوسرے افراد کا تعاون اور اشتراک حاصل کئے بغیر کسی فرد کی زندگی بسر کرنا ممکن نہیں۔ اسی طرح انسان کو محبت و شفقت کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لئے اسے معاشرے میں رہنا پڑتا ہے کیونکہ یہ تنہائی میں نہیں ملتی بلکہ معاشرے میں رہ کر ملتی ہے لہذا ان سب ضرورتوں کے تحت انسان کو معاشرہ کی ضرورت پڑی اور ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے۔ اسی طرح بہت سارے معاشرے وجود میں آئے۔

معاشرہ کا مفہوم

معاش سے مراد مل جل کر زندگی گزارنا ہے۔ اس سے لفظ ''معاشرت'' ہے۔ جس کے معنی ہیں رہنے سہنے کا

طریقہ اورطرز زندگی، کسی کے ساتھ عیش کرنا، یا آپس میں مل جل کر زندگی گزارنا۔''معاشرت'' ہی سے لفظ''معاشرہ'' بنا ہے۔جس کے معنی مل جل کر زندگی بسر کرنا۔اسی طرح اصطلاح میں مل جل کر رہنے کو معاشرت کہتے ہیں۔

''اصطلاح میں معاشرہ سے مراد لوگوں کا گروہ جو کسی مشترکہ مقصد کے لئے باہم متحد ہو۔خصوصاً ادبی، سائنسی، مذہبی، فلاحی مقاصد یا شادمانی وغیرہ کے لئے۔افراد کا ربط وضبط جیسے قوم جو باہمی مفاد اور تحفظ کی بناء پر منظّم ہو،کسی خطے کے لوگ یا کسی دور کے لوگ جن میں بلحاظ اطوار، رسومات یا معیارات زیست، یگانگت پائی جائے''۔

اسی طرح فیروز اللغات (اردو) میں معاشرہ کی اصطلاحی تعریف کچھ یوں ہے:

''جماعتی زندگی جس میں ہر فرد کو رہنے سہنے، اپنی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے دوسروں سے واسطہ پڑتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں سمیت کل مخلوقات کو خاص ضابطے کے تحت پیدا کیا ہے۔ اسی طرح اگر تمام انسان ان تمام ضابطوں کو مدنظر رکھتے ہوئے زندگی گزاریں گے تو ان کی زندگی پرسکون ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ان کے حقوق وفرائض سے آگاہ فرمایا ہے۔ جب تک وہ ان حقوق وفرائض کو احسن طریقے سے ادا کرتے رہیں گے وہ زندگی میں کسی بھی طرح کے مسائل کا شکار نہیں ہوں گے۔

مگر آج ہمارا معاشرہ بہت سارے مسائل کا شکار ہے۔ امت مسلمہ تمام دیگر امتوں سے افضل ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسلامی معاشرہ بھی دیگر تمام امتوں سے افضلیت رکھتا ہو مگر آج یوں لگتا ہے کہ دیگر تمام اقوام کے مسائل ہمارے معاشرے میں جمع ہوگئے ہیں۔ ہر قسم کے مسائل ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ دہشت گردی، غربت، اخوت و مساوات کی کمی، ناخواندگی، بے روزگاری اور حرص وطمع جیسے کروڑوں مسائل سے ہمارا معاشرہ دوچار ہے۔ جنہوں نے ہمارے معاشرے کو بدحالی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہی معاشرتی مسائل معاشرے کی خوشحالی اور ترقی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ معاشرے میں امن وسکون کی بجائے بدحالی اور بدامنی کا باعث بنتے ہیں۔

معاشرتی مسائل کا حل تعلیمات صوفیاء کی روشنی میں

دور حاضر میں اسلام سے دوری کے باعث معاشرہ افراتفری، نفسانیت، اضطراب اور ذہنی پراگندگی کا شکار ہو چکا ہے۔ خلاؤں کو مسخر کرنے والا ہمسائے سے بے خبر ہو چکا ہے۔ افراد معاشرہ کو تعصب، بے راہ روی اور بغض وعناد نے ایک دوسرے سے دور کر دیا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اخلاقی تربیت کا اہتمام ہونا چاہئے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارا معاشرہ علم کی طرف تو توجہ دے رہا ہے مگر اخلاقیات کی تعلیم ناپید ہے۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں روحانی الذہن افراد معاشرے کو صالح بناسکتے ہیں۔ نفسانی اغراض و مقاصد سے انسانوں میں بُعد، دشمنی، عناد، تعصب، بغض، کینہ اور نفرت پیدا ہوتی

ہے۔ انسان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوجاتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات افراد معاشرہ کو جہنم کا نمونہ بنا دیتی ہے۔ ان سارے مسائل اور خرابیوں کا ایک ہی حل ہے کہ کتاب و سنت کی طرف رجوع کیا جائے۔ اللہ کے وہ متقی اور صالح بندے جو نفسانی اغراض و آلائشوں سے اپنے آپ کو پاک کرتے ہوئے مخلص کے درجے پر فائز ہوچکے ہیں۔ ان کی صحبت، مجلس اور قربت حاصل کی جائے۔ صوفیاء کرام انسان دوست ہوتے ہیں وہ ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو مخلوق خدا سمجھتے ہوئے ان سے محبت اور پیار کرتے ہیں۔ صوفیانہ تعلیمات اور متصوفانہ طریق ہمارے معاشرتی مسائل کو بہتر حل کرسکتا ہے۔ اس آرٹیکل میں یہ بتایا جائے گا کہ موجودہ معاشرے کے سلگتے ہوئے مسائل کون سے ہیں اور ان کے حل کے لئے صوفیانہ طریق کیا کردار ادا کرسکتا ہے؟

ا۔ غربت

آج ہمارے معاشرے میں ایک اہم معاشرتی مسئلہ غربت ہے جس کی وجہ سے آج ہمارا ملک پسماندہ ممالک کی صف میں کھڑا ہے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے تعلیمات اسلامی بالخصوص صوفیاء کی تعلیمات میں واضح رہنمائی ملتی ہے۔

صوفیاء کرام کے نزدیک غربت سے بچنے کا علاج

صوفیاء کے نزدیک غربت سے بچنے کا علاج یہ ہے کہ انسان ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور صبر و شکر کا دامن تھامے رکھے، یعنی جتنا اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اس پر راضی ہوجائے اور جو نہ ملے اس کے بارے میں شکوہ نہ کرے۔

صفت توکل کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں اسلام کو توکل کے ساتھ لازم و ملزوم دکھایا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَعَلَيۡهِ تَوَكَّلُوٓاْ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّسۡلِمِيۡنَ. (یونس، ۱۰: ۸۴)

''اسی پر توکل کرو، اگر تم (واقعی) مسلمان ہو''۔

اسی طرح قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو صبر اور شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے اور ناشکری سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاذۡكُرُوۡنِيۡٓ اَذۡكُرۡكُمۡ وَاشۡكُرُوۡا لِيۡ وَلَا تَكۡفُرُوۡنِ. (البقرہ، ۲: ۱۵۲)

''سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو''۔

صبر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَيۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ

الصّٰبِرِيْنَ. (البقرہ، ۲:۱۵۵)

''اور ہم ضرور بالضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے، اور (اے حبیب!) آپ (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں''۔

شکر کرنے والوں کو اللہ رب العزت کی طرف سے نعمتوں میں اضافہ ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ. (ابراھیم، ۱۴:۷)

''اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے آگاہ فرمایا کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے''۔

اب صوفیاء کے نزدیک توکل، صبر، شکر کیا ہے اور کیا ان کی تشریحات قرآن و سنت کے معیار پر پورا اترتی ہیں تاکہ حقیقت واضح ہوجائے۔

تعلیمات صوفیاء میں توکل، صبر اور شکر کی اہمیت

حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ فرماتے ہیں:

''متوکل کی تین قسمیں ہیں، نہ کسی سے مانگے، نہ رد کرے اور نہ جمع کرے''۔

حضرت سلیمان الخواصؒ نے فرمایا:

''اگر کوئی شخص سچی نیت سے اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل کرے، تو امراء اور غیر امراء سب اس کے محتاج ہوجائیں گے اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہوگا کیونکہ اس کا مالک تمام زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک ہے''۔

حضرت حاتم اصمؒ نے فرمایا: میرا زاد سفر چار چیزیں ہیں: حضرت ابو مطیع نے پوچھا وہ کون سی ہیں؟ تو حضرت حاتم اصمؒ نے جواب دیا۔

پہلی چیز۔ یہ کہ مجھے یقین ہے کہ دنیا و آخرت خدا کی ملک ہیں۔

دوسری چیز۔ یہ کہ تمام مخلوق خدا کی مطیع اور فرمانبردار ہے۔

تیسری چیز۔ یہ کہ رزق اور رزق کے تمام اسباب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔

چوتھی چیز۔ یہ کہ خدا کی قضا تمام دنیا میں نافذ ہے۔

صوفیاء کرامؒ کے ان اقوال و احوال سے صبر و شکر کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں: اللہ کے احکام کی مخالفت سے دور رہنے اور مصائب کے گھونٹ پینے پر سکون و اطمینان اور زندگی کے میدان میں باوجود محتاجی کے اپنے آپ کو مالدار ظاہر کرنے کا نام صبر ہے۔

حضرت ابن عطاءؒ فرماتے ہیں: اچھی طرح ادب قائم رکھتے ہوئے مصیبت پر قائم رہنا صبر ہے۔

حضرت عمرو بن عثمانؒ فرماتے ہیں: اللہ کے احکام پر ثابت قدم رہنا اور اس کی آزمائش کو خندہ پیشانی اور سکون کے ساتھ قبول کرنا صبر ہے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ صبر اور ایمان میں وہی تعلق ہے جو سر اور بدن میں ہے جس کا سر نہ ہو اس کا بدن نہیں ہوتا اور جسے صبر حاصل نہ ہو اس کا ایمان نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا: شکر کرنا نصف ایمان ہے۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ یہ بھی فرماتے ہیں: صبر ایسی سواری ہے جو کبھی ٹھوکر نہیں کھاتی۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ اگر ہر شخص اللہ کی رضا میں راضی ہوجائے تو پھر معاشرہ کبھی بھی غربت جیسے مسائل کا شکار نہیں ہوسکتا۔ صوفیاء کے نزدیک غربت کا علاج مشکلات پر صبر کرنا، ہر نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اور اچھے کی امید رکھنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی معاشرے میں صوفیاء کرام کی ان تعلیمات کو عام کیا جائے تاکہ افراد معاشرہ ان پر عمل کرکے اپنے آپ کو غربت جیسے مسائل سے نجات دلاسکیں۔

۲۔ فحاشی وعریانی

ہمارے معاشرے کا ایک اور سنگین مسئلہ فحاشی و عریانی ہے۔ جو دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تمام اسلامی قوتیں زوال پذیر ہیں۔ دین کا کام کرنے والوں اور مبلغین اسلام کا کوئی پرسان حال نہیں۔ فحاشی و عریانی کی اس بڑھتی ہوئی وبا سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہم قرآن و سنت اور صوفیاء کی تعلیمات سے استفادہ کرتے ہیں۔

صوفیائے نقشبند کے ہاں ان کی تعلیمات اور اصطلاحات ہیں۔ ان میں سے ایک اصطلاح ''نظر برقدم'' ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے قدم پر نظر رکھے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ بدنظری سے بچ جائے گا اور غیر محرموں کو دیکھنے سے انسان میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اس سے اس کی حفاظت ہوجائے گی۔ صوفیاء اپنے سالکین، مریدین اور وابستگان کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ اسی طرح صوفیاء کرام عورتوں سے اختلاط و ارتباط سے اجتناب کا درس دیتے ہیں۔ عورتوں کی طرح امرد لڑکوں سے بھی خلوت میں ملنے سے منع فرماتے ہیں کہتے ہیں کہ ان کے ہاں بھی شیطان ہوتا ہے۔

فحاشی وعریانی سے بچنے کا صوفیانہ حل

تعلیمات اسلامی بالخصوص صوفیائے کرام کے اقوال و ارشادات کی روشنی میں فحاشی وعریانی سے بچنے کا حل خلوت نشینی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول بیان فرماتا ہے:

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ. (مریم، ۱۹: ۴۸)

''اور میں تم (سب) سے اور ان (بتوں) سے جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو کنارہ کش ہوتا ہوں اور

اپنے رب کی عبادت میں (یکسو ہوکر) مصروف ہوتا ہوں''۔

اسی طرح صوفیاء کرام کے اقوال و ارشادات سے خلوت نشینی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ میں تیس برس سے اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا ہوں اور لوگوں کو گمان ہے کہ یہ ہم سے باتیں کرتے ہیں۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ اہل ایمان کی خوشی اور لذت اسی میں ہے کہ تنہائی میں اپنے پروردگار سے مناجات کرے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ کیا اچھا حال ہے اس کا جو صرف اللہ تعالیٰ کا ہوگیا۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ کا قول ہے کہ جب میں رات کی آمد دیکھتا ہوں تو خوش ہوتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اپنے پروردگار سے خلوت کروں گا اور جب دیکھتا ہوں کہ صبح ہوئی تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہوں کہ اب لوگ مجھے گھیر لیں گے اور کوئی ایسا شخص میرے پاس آجائے گا جو مجھے میرے پروردگار سے غافل کردے گا۔

حضرت سفیان ثوریؒ کی نصیحت: امام غزالیؒ نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ ایک دفعہ حضرت سفیان بن عیینہؒ نے حضرت سفیان ثوریؒ سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے تو آپ نے فرمایا: لوگوں سے میل جول اور تعارف کم رکھو۔ تو حضرت سفیان بن عیینہؒ نے فرمایا۔ اللہ آپ پر رحم کرے حدیث شریف میں تو آیا ہے کہ لوگوں سے تعارف بڑھاؤ کیونکہ ہر واقف مومن دوسرے مومن کی شفاعت کرے گا۔ تو حضرت سفیان ثوریؒ نے اس کے جواب میں فرمایا: میرا غالب گمان یہی ہے کہ تجھے جو تکلیف پہنچی ہوگی وہ کسی واقف کار ہی سے پہنچی ہوگی۔

حضرت سفیان ثوریؒ نے یہ الفاظ کہے اور وصال فرماگئے۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں کہ آپ کے وصال کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ بلند مراتب پر فائز ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی نصیحت کیجئے تو آپ نے فرمایا:

اقلل من معرفة الناس ما استطعت فان التخلص منهم شديد.

''حسب استطاعت لوگوں سے تعارف کم پیدا کر کہ ان سے خلاصی (چھٹکارہ) حاصل کرنا مشکل ہے''۔

حضرت رابعہ بصریؒ کی خلوت نشینی

حضرت رابعہ بصریؒ کا معمول تھا کہ دن میں روزہ رکھتیں اور رات عبادت میں صرف کردیتیں۔ ابتداءً ایک شب جب آپ کے مالک کی آنکھ کھلی تو اس نے حیرت سے چاروں طرف دیکھا، اس نے ایک گوشہ میں آپ کو سربسجود پایا۔ اور ایک معلق نور آپ کے سر پر فروزاں دیکھا، آپ اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کررہی تھیں کہ اگر میرے بس میں ہوتا تو سارا وقت تیری عبادت میں گزار دیتی لیکن چونکہ تو نے مجھے غیر کا محکوم بنادیا ہے، اس لئے

میں تیری بارگاہ میں دیر سے حاضر ہوتی ہوں یہ سن کر آپ کا مالک بہت پریشان ہوا، اس نے یہ عہد کرلیا کہ مجھے تو اپنی خدمت لینے کی بجائے الٹا ان کی خدمت کرنی چاہیئے تھی، چنانچہ صبح ہوتے ہی آپ کو آزاد کرکے استدعا کی کہ آپ یہیں قیام فرمائیں تو میرے لئے باعث سعادت ہے ویسے آپ اگر کہیں اور جانا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے، یہ سن کر آپؒ باہر نکل گئیں اور ذکر و شکر میں مشغول ہوگئیں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ہم نشینی سے گوشہ نشینی میں راحت وسکون ہے۔

مندرجہ بالا تمام اقوال و احوال سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ فحاشی وعریانی کا تصوف کی رو سے حل خلوت نشینی ہی ہے اور اس کے فوائد دنیا و آخرت میں بے شمار ہیں۔

۳۔ مال و دولت کی حرص و ہوس

مال و دولت کی حرص و ہوس انسان کو اندھا کردیتی ہے۔ انسان اس حرص و ہوس میں بھول جاتا ہے کہ جو مال وہ حاصل کرنے کی کوشش کررہا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔ اور جب انسان میں حلال وحرام کی تمیز نہیں رہتی تو تب انسان بہت ساری برائیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ ان برائیوں سے بچنے کے لئے آج ضرورت اس امر کی ہے کہ افراد معاشرہ کو مال و دولت کی حرص و ہوس سے محفوظ رکھا جائے۔

اسلامی تعلیمات اور صوفیاء کے نزدیک مال و دولت کی حرص و ہوس کو ختم کرنے کا ایک ہی علاج ہے کہ انسان قناعت اختیار کرے۔ قناعت سے مراد میانہ روی ہے۔

قناعت اختیار کرنے والے لوگوں کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا. (الفرقان، ۲۵: ۶۷)

''اور (یہ) وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا (زیادتی اور کمی کی) ان دو حدوں کے درمیان اعتدال پر (مبنی) ہوتا ہے''۔

اسی طرح حدیث مبارکہ میں ہے:

عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ قال: (لیس الغنی عن کثرۃ العرض ولکن الغنی، غنی النفس.

''حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: غنی اور مالداری مال کی کثرت کی وجہ سے نہیں بلکہ (حقیقی امارت) غنی ہونا، نفس (ذہن اور سوچ) کا غنی ہونا ہے''۔

عید الفطر۔۔۔ عظیم اسلامی تہوار

محمد احمد طاہر

دین اسلام دین کامل و اکمل ہے۔ ہمارا دین ہمیں ماں کی گود سے لے کر گور تک زندگی کے ہر مرحلہ کے لئے کافی و شافی ہدایات سے نوازتا ہے۔ اسی طرح دین اسلام نے اسلامی، روحانی اور معاشرتی تہوار کے منانے کے انداز اور طور طریقے کے علاوہ اس کے حدود و قیود (Limitations) بیان فرمادی ہیں۔ ذیل میں ملت اسلامیہ کے عظیم الشان روحانی و معاشرتی تہوار ’’عیدالفطر‘‘ کی بابت عظمت وفضیلت اور فلسفہ کے علاوہ دیگر احکام پر تفصیل سے بات کی جائے گی۔

لفظ ’’عید‘‘ کا معنی و مفہوم

’’عید‘‘ کا لفظ ’’عود‘‘ سے مشتق ہے، جس کا معنی ’’لوٹنا‘‘ اور ’’خوشی‘‘ کے ہیں کیونکہ یہ دن مسلمانوں پر بار بار لوٹ کر آتا ہے اور ہر مرتبہ خوشیاں ہی خوشیاں دے جاتا ہے، اس لئے اس دن کو ’’عید‘‘ کہتے ہیں۔

عید کا معنی و مفہوم بیان کرتے ہوئے حضرت امام راغب اصفہانیؒ (متوفی ۵۰۲ھ) رقمطراز ہیں: ’’عید‘‘ لغت کے اعتبار سے اس دن کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے اور اصطلاح شریعت میں ’’عیدالفطر‘‘ اور ’’عیدالاضحیٰ‘‘ کو عید کہتے ہیں اور یہ دن شریعت میں خوشی منانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ (المفردات، ص۳۵۲)

عید اور خوشی کا یہ دن مسلمانوں کا عظیم اور مقدس مذہبی اور معاشرتی تہوار ہے جو ہر سال یکم شوال المکرّم کو انتہائی عقیدت و احترام، جوش و جذبے اور ذوق وشوق سے منایا جاتا ہے۔

’’عیدالفطر‘‘ کی وجہ تسمیہ

یکم شوال المکرّم کو عیدالفطر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ افطار اور فطر ہم معنی ہیں۔ جس طرح ہر روزہ کا افطار غروب آفتاب کے بعد کیا جاتا ہے اسی طرح رمضان المبارک کے پورے مہینے کا افطار اسی عید سعید کے روز ہوتا ہے۔ اس لئے اس یوم مبارک کو عیدالفطر کہتے ہیں۔

’’عید‘‘ انبیاء ماسبق (علیہم السلام) کی مستقل روایت

اگر تاریخ امم سابقہ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشّمس ہوتی ہے کہ اسلام سے قبل ہر قوم اور ہر مذہب میں عید منانے کا تصور موجود تھا۔ ان میں سے بعض کا ذکر یوں ملتا ہے:

۱۔ ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ کو جس دن اللہ رب العزت نے قبول فرمایا۔ بعد میں آنے والے اس دن عید منایا کرتے تھے۔

۲۔ جدالانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی امت اس دن عید مناتی تھی جس دن حضرت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ سے نجات ملی تھی۔

۳۔ اسی طرح حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی امت اس دن عید مناتی تھی جس دن انہیں فرعون کے ظلم و ستم سے نجات ملی تھی۔

۴۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی امت اس روز عید مناتی تھی جس روز آسمان سے اُن کے لئے مائدہ نازل ہوا تھا۔

الغرض عید کا تصور ہر قوم، ملت اور مذہب میں ہر دور میں موجود رہا ہے لیکن عید سعید کا جتنا عمدہ اور پاکیزہ تصور ہمارے دین اسلام میں موجود ہے ایسا کسی اور دین میں نہیں۔

شبِ عید کی فضیلت

ہمارے ہاں تو شب عید یعنی چاند رات گھر سے باہر گلیوں اور بازاروں سے گزاری جاتی ہے تاہم احادیث نبوی ﷺ میں یکم شوال کی شب (شبِ عید) جسے عرفِ عام میں چاند رات کہا جاتا ہے، اس کی بہت زیادہ فضیلت اور عظمت بیان ہوئی ہے۔

عیدالفطر درحقیقت یوم الجائزہ اور یوم الانعام ہے کیونکہ اس دن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو انعام و اکرام، اجروثواب اور مغفرت و بخشش کا مژدہ سناتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’جب عیدالفطر کی رات آتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ (یعنی انعام و اکرام کی رات) لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتا ہے، وہ زمین پر آکر تمام گلیوں اور راستوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایسی آواز سے (جسے جنات اور انسانوں کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے) پکارتے ہیں: اے امت محمد (ﷺ)! اُس رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معارف فرمانے والا ہے‘‘۔ (الترغیب والترہیب)

ایک اور روایت میں ہے: ’’جس نے عید کی رات طلب ثواب کے لئے قیام کیا، اس کا دل اس دن

نہیں مرے گا جس دن باقی لوگوں کے دل مرجائیں گے‘‘۔ (سنن ابن ماجہ)

عید کس طرح منائیں؟

احادیث مبارکہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سب کچھ بیان فرمادیا ہے۔ ذیل میں اس سلسلہ میں چند روایات حوالہ قرطاس کی جاتی ہیں:

عید کی نماز کے لئے پیدل چلنا

حضرت علیؓ نے فرمایا نماز عید کے لئے پیدل چلنا اور نماز سے پہلے کچھ کھالینا سنت ہے۔ (جامع ترمذی)

عید کی نماز خطبہ سے پہلے

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ عیدالفطر کی نماز پڑھی ہے۔ یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے اور بعد میں خطبہ دیتے تھے۔
(صحیح مسلم/ صحیح بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عیدالفطر کی نماز پڑھی۔ پہلے آپ نے نماز پڑھی بعد میں خطبہ دیا۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہوگئے تو نیچے اترے اور عورتوں کی طرف آئے پھر انہیں نصیحت فرمائی۔ آپ اس وقت حضرت بلالؓ کے ہاتھ کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ حضرت بلالؓ نے اپنا کپڑا پھیلا رکھا تھا جس میں عورتیں صدقہ ڈال رہی تھیں۔ (صحیح البخاری/ صحیح مسلم)

نماز عید کے لئے عورتوں کا جانا

حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے حکم سے کنواری، بالغہ، دوشیزہ اور حیض والی عورتیں عید کے دن (عید گاہ کی طرف) نکلتی تھیں چنانچہ حائضہ عورتیں عید گاہ سے علیحدہ رہتیں اور صرف دعا میں شریک ہوتیں۔ ایک صحابیہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر کسی کے پاس چادر نہ ہوتو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی دوسری بہن اسے ایک چادر اور ہار دیدے۔ (جامع ترمذی)

نماز عید سے پہلے غسل کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ عیدالفطر کے روز عید گاہ میں جانے سے پہلے غسل کیا کرتے۔ (موطا امام مالک)

عیدالفطر میں نماز عید سے پہلے کچھ کھا پی لینا

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عیدالفطر کے دن کھائے

پئے بغیر عیدگاہ کی طرف تشریف نہ لے جاتے اور عیدالاضحیٰ میں نماز سے پہلے کچھ تناول نہ فرماتے۔ (جامع ترمذی)

عیدگاہ کی طرف آتے جاتے راستہ بدلنا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ عیدگاہ کی طرف ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے تھے۔ (جامع ترمذی)

عید کے دن مُباح کھیل کھیلنا جائز ہے

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے تو میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار نے بُعاث کی جنگ کے موقع پر کہے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ گانے والیاں نہیں ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شیطانی باجے؟ اور یہ عید کا دن تھا۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا: اے ابوبکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج یہ ہماری عید ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے سامنے حراب (چھوٹے نیزے) کا کھیل دکھلا رہے تھے کہ حضرت عمرؓ آ گئے اور کنکریاں اٹھا کر انہیں ان سے مارا۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: عمر! انہیں کھیل دکھانے دو۔ (صحیح بخاری/ صحیح مسلم)

نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا

اس سلسلہ میں حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

روزوں کی عبادت اُس وقت تک زمین و آسمان کے درمیان معلق (بارگاہ خداوندی میں غیر مقبول) رہتی ہے جب تک کہ صاحب نصاب مسلمان صدقہ فطر ادا نہیں کر لیتا۔ (صحیح مسلم/ جامع ترمذی)

صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کر دینا چاہئے کہ یہی سنت ہے لیکن اگر نماز عید سے پہلے ادا نہیں کر سکا تو عمر بھر اس کی ادائیگی کا وقت ہے، جب بھی ادا کرے گا، واجب ساقط ہو جائے گا لیکن بہتر یہ ہے کہ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ہی ادا کر دے۔

صدقہ فطر کے فقہی مسائل

۱۔ عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے مر گیا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں۔

۲۔ صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد، مالکِ نصاب پر، جس کا نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو، واجب ہے۔ حاجت اصلیہ سے مراد ہے کہ جس کی انسان کو زندگی گزارنے کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے عاقل، بالغ اور ملکیت کا ہونا شرط نہیں۔

۴۔ جس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اس کو صدقہ فطر دینا بھی جائز ہے۔

۵۔ مرد مالک نصاب پر اپنی اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہے۔ اگر بچہ بالغ اور صاحب نصاب ہو تو اس کا صدقہ فطر اسی کے مال سے ادا کیا جائے گا۔

۶۔ مجنوں بچہ اگرچہ بالغ ہو مگر غنی نہ ہو تو اس کا صدقہ بھی اس کے باپ پر واجب ہے۔

۷۔ باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی وہ اپنے یتیم پوتے، پوتی کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے گا۔

۸۔ ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں۔

صدقہ فطر کی مقدار

صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے گندم یا اس کا آٹا یا ستو آدھا صاع، منقّٰی یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ موجودہ دور کے مطابق ایک صاع سوا دو سیر گندم یعنی دو کلو پینتالیس گرام گندم کا ہے۔ (قانون شریعت، ص۲۳۴)

نماز عید ادا کرنے کا طریقہ

عید کی نماز دو رکعت واجب ہے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء (سبحانک اللھم۔۔۔۔) پڑھیں پھر ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں پھر امام قرات کرے گا۔ قرات کے بعد حسب معمول رکوع و سجود کریں پھر دوسری رکعت میں امام قرات کرے گا۔ قرات کے بعد تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہیں، چوتھی تکبیر پر ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع میں چلے جائیں، باقی نماز حسب معمول مکمل کریں۔ نماز عید کے بعد خطبہ سننا واجب ہے۔

مسائل عیدالفطر

۱۔ عید کی نماز انہیں پر واجب ہے جن پر جمعہ واجب ہے۔ جمعۃ المبارک میں خطبہ شرط ہے، عید کا خطبہ سنت ہے، جمعہ کا خطبہ قبل نماز جبکہ عید کا خطبہ بعد نماز ہے۔ علاوہ ازیں عید کی نماز میں نہ اذان ہے نہ اقامت۔

۲۔ عید کی نماز کا وقت آفتاب کے ایک نیزہ اونچا ہونے سے شروع ہو کر زوال سے پہلے ختم ہو جاتا ہے۔

۳۔ نماز عید سے قبل نفل نماز بشمول اشراق، چاشت مطلقاً مکروہ ہے اور نماز عید کے بعد عید گاہ میں پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

۴۔ پہلی رکعت میں مقتدی اس وقت شامل ہوا جب امام تکبیریں کہہ چکا تو اسی وقت تکبیریں کہہ لے اور اگر امام رکوع میں چلا گیا تو تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں تین تکبیریں کہہ لے اور اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہو تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ رکعت پڑھنے لگے تو تین تکبیریں کہے۔

۵۔ اگر امام صاحب رکوع سے پہلے تکبیر کہنا بھول جائیں اور رکوع میں یاد آئیں تو وہ حالت رکوع میں ہی تکبیریں کہہ لیں۔ قیام کی طرف نہ لوٹیں نماز فاسد نہ ہوگی۔ (واللہ اعلم بالصواب) ☆☆☆☆☆

﴿تعلیمی ترقی و کامیابی کے لئے وظائف﴾

اگر طلباء و طالبات علم کی طرف راغب نہ ہوتے ہوں، اظہار مافی الضمیر پر قادر نہ ہوں یا اپنے علم میں ترقی و کامیابی کے خواہاں ہوں تو وہ حسب ضرورت اور حسب مناسبت درج ذیل وظائف کو اپنا معمول بنائیں:

ا۔ وظیفہ برائے تعلیمی رغبت: اگر کسی طالب علم کا پڑھائی میں دل نہ لگتا ہو، دل کے اندر حصول تعلیم کی رغبت نہ ہو تو اس کے لئے یہ وظیفہ مفید و مؤثر ہے:

- أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (آل عمران، ۳:۱۶۴) ❁ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ○ (طٰہٰ، ۲۰:۱۱۴)
- وَالطُّوْرِ ○ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ○ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ○ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ○ (الطّور، ۵۲:۱۔۴)
- نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ○ (القلم، ۶۸:۱)

اس وظیفہ کو ۱۱ مرتبہ یا ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں نیز پانی پر دم کر کے پئیں اور پلائیں۔

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ بار درود شریف پڑھیں۔ ان شاء اللہ حصولِ علم کی رغبت پیدا ہو گی۔

یہ وظیفہ حصول مراد تک جاری رکھیں۔ حسب ضرورت پیر کی شب یا جمعہ کی شب بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔

۲۔ وظیفہ برائے انشراحِ صدر: اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کا سینہ علم کے لئے کھول دیا جائے اور اسے شرح صدر نصیب ہو تو وہ درج ذیل وظیفہ پڑھے:

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ○ وَ يَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ○ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ○ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ○ (طٰہٰ، ۲۰:۲۵۔۲۸)

- اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ (رحمٰن، ۵۵:۱۔۴)
- بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِيْ أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ○ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ○ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ وَإِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ○﴾ (الانشراح، ۹۴)

اس وظیفہ کو ۱۱ مرتبہ یا ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں نیز پانی پر دم کر کے پئیں اور پلائیں۔

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ بار درود شریف پڑھیں۔ ان شاء اللہ زبان کی لکنت دور ہو جائے گی اور اظہار مافی الضمیر پر قدرت حاصل ہو جائے گی۔

- یہ وظیفہ حصول مراد تک جاری رکھیں۔ حسب ضرورت پیر کی شب یا جمعہ کی شب بھی جاری رکھیں۔

گلدستہ

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

کھیرا وٹامنز کا خزانہ جو رکھے آپ کو توانا

کھیرے کو ہم سبزی قرار دیتے ہیں لیکن اہل مغرب اسے بیلوں پر لگنے والا پھل بھی کہتے ہیں اور سبزی بھی۔ اسے تازہ بھی کھایا جاتا ہے اور سرکے کے اچار میں بھی بہت پسند کیا جاتا ہے۔ یہ سلاد کا خاص جز ہوتا ہے۔ یہ پھلوں کے خاندان میں شامل ہے اور گرم علاقوں میں کاشت کی جانے والی چوتھی بڑی سبزی ہے۔ کھیرا سب سے پہلے شمال مغربی ہندوستان میں کاشت کیا گیا تھا یہ بہت مقبول سبزی ہے۔ جسے گرمی اور سوزش دور کرنے کے لئے دیسی دواؤں میں بھی کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اپنی افادیت کے لحاظ سے کھیرا لاتعداد خصوصیات کا حامل ہے کھیرا غذائیت سے بھرپور وٹامنز اور معدنیات کا مجموعہ ہے۔ اس میں موجود وٹامنز اور منرلز چہرے کی جھریاں ختم کرتے ہیں۔ کھیرے میں 96 فیصد پانی پایا جاتا ہے۔ اس لئے پیاس بجھاتا ہے۔ کھیرے میں پوٹاشیم، میگنیشیم اور فائبر کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں جو بلڈ پریشر کنٹرول کرنے میں مددگار ہیں، مسوڑھوں اور دانتوں کے مسائل خصوصاً پائریا کے مرض میں کھیرا بہت سودمند ثابت ہوتا ہے اور سانس کی بدبو پیدا کرنے والے بیکٹیریا کو ہلاک کردیتا ہے۔

کھیرا کھانے سے معدے کے امراض میں مبتلا مثلاً سینے کی جلن میں بھی افاقہ ہوتا ہے۔ کھیرا ذیابیطس کے مرض میں فائدہ مند ہے کیونکہ یہ انسولین پیدا کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ یہ پیشاب آور بھی ہے اور پتھری کو توڑ کر خارج کرنے میں مدد دیتا ہے چونکہ اس میں کیلوریز بہت کم مقدار میں ہوتی ہے اس لئے وزن کم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ (اقراء)

سخت گرمی اور تربوز کے ٹھنڈے کیوبز

موسم گرما کی آمد ہو اور تربوز کا ذکر نہ کریں ایسا کیسے ہوسکتا ہے عموماً یہ گہرے سبز رنگ کا ہوتا ہے لیکن کبھی کبھار اس کا خول گہرے اور ہلکے سبز رنگ کی پٹیوں میں ہوتا ہے۔ تربوز کی ابتداء ساؤتھ افریقہ سے ہوئی۔ آج تربوز دنیا کے ہر ممالک میں بڑی تعداد میں پایا جاتا ہے بلکہ اسے بے حد پسند کیا جاتا ہے۔ یہ موسم گرما کا خصوصی پھل ہے۔ قدرت نے اسے وٹامنز اور اینٹی آکسی ڈینٹ کا بہترین ذریعہ بنایا ہے۔ تربوز میں پوٹاشیم اور میگنیشیم کی بھی خاصی تعداد ہوتی ہے جو بلڈ پریشر کو کنٹرول کرتی ہے اسی میں پائے جانے والے کیروٹین آکسی ڈینٹ کولیسٹرول کم کرتا ہے جس سے دل کے امراض سے بچاؤ ممکن ہے۔ غذائی ماہرین وٹامن B1 اور B6 کی کمی میں اسے تجویز کرتے ہیں۔ ذائقے میں میٹھا ہونے کے باوجود اس کا ایک ٹکڑا آپ کو کم کیلوریز دیتا ہے۔ اس میں 99 فیصد پانی پایا جاتا ہے۔ اس لئے پیاس مٹانے اور طبیعت میں تروتازگی لانے میں اس سے بہتر کوئی پھل نہیں۔ اس کے

بیج اچھی والی چکنائی اور پروٹیشن سے مالا مال ہوتے ہیں سخت گرمی میں تربوز کے ٹھنڈے کیوبز جہاں جسم کو راحت فراہم کرتے ہیں وہیں گرمی کی شدت بھی کم کرتے ہیں۔ اس لئے ان گرمیوں میں قدرت کی اس لاجواب نعمت سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

اقوالِ زریں

☆ ہر امتحان کے لئے تیار رہنا چاہئے کیونکہ کبھی کبھی ایسا وقت آجاتا ہے جس کی ہمیں امید نہیں ہوتی۔

☆ بہترین خصلت زبان کی حفاظت ہے۔

☆ مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ دور ہوتا ہے۔

☆ قرض لینے سے حتی الامکان پرہیز کرو کیونکہ قرض دن کی رسوائی اور رات کے غم کے سوا کچھ نہیں۔

☆ اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔

☆ نیکی کرنے سے انسان کی عمر بڑھتی ہے۔

☆ دوسروں کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

☆ تجربہ اچھا استاد ہے لیکن اس کی کوئی فیس نہیں لہذا دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھاؤ۔

☆ بات کو پہلے دیر تک سوچو پھر منہ سے نکالا اور پھر اس پر عمل کرو اپنے کسی ساتھی کی خوشی پر دل سے خوش ہونا ایمان کی تندرستی ہے۔

☆ دنیاوی فنون پر فخر کرنا کفر کا مزاج ہے فخر کرنا ہے تو اللہ کے علم پر کرو۔ (محمد احمد قادری)

قدرتی اشیاء سے بالوں کی حفاظت

ذیل میں بالوں کی حفاظت کے لئے چند تراکیب پیش کی جارہی ہیں:

سکری اور خشکی کا علاج

تین چار لیموں کا رس نکال لیں۔ بالوں کی جڑوں تک اس کا مساج کریں۔ آدھے گھنٹے کے بعد سرسوں کے تیل سے سر کی مالش کریں بعدازاں باریک کنگھی سے ساری سکری اور خشکی نکال لیں اگر بال دو مونہے ہوں تو سرسوں کے تیل میں لیموں کا رس ملاکر بالوں کی نوکوں کو دونوں ہاتھوں سے مالش کریں اس سے دومونہے بال جلد ہی ٹھیک ہوجائیں گے۔ اس عمل کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ سر کی اندرونی جلد میں موجود خون کی باریک شریانوں میں قوت اور سرعت پیدا ہوگی جس سے سر کے تمام بالوں کو خون کی فراہمی شروع ہوجائے گی جب تازہ خون بالوں کی جڑوں تک پہنچے گا تو خشکی کے خاتمے کے ساتھ ساتھ بالوں میں جان پیدا ہوگی اور اس سے بالوں کے ٹوٹنے کا سلسلہ بھی رکے گا۔

قدرتی شیمپو بنانے کا نسخہ

انڈا ایک عدد، روغن بادام 5 ملی لیٹر لیموں کا رس 5 ملی لیٹر، آملہ دو عدد یہ چاروں اجزاء ملالیں ایک پیسٹ کی شکل میں تیار ہوجائے گا۔ پانچ منٹ تک سر پر لگائیں اس کے بعد سر دھولیں۔ اس کے ساتھ خشکی اور سکری کے خاتمہ والا نسخہ بھی استعمال کریں تو بال بہت خوبصورت ہوجائیں گے۔ ☆☆☆☆

پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

پاکستان عوامی تحریک کا لاہور میں دھرنا۔ قاتلوں کے خلاف عوامی ریفرنڈم

(رپورٹ: محمد حسین آزاد)

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے 2 سال مکمل ہونے پر 17 جون 2016ء کو لاہور کے مال روڈ پر پاکستان عوامی تحریک نے ڈاکٹر طاہرالقادری کی قیادت میں دھرنا دیا جس میں پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان اور عوام الناس نے بڑی تعداد میں شرکت کی، جبکہ دھرنے میں پیپلز پارٹی، تحریک انصاف، عوامی مسلم لیگ، جماعت اسلامی، مسلم لیگ (ق) سمیت اپوزیشن کی دیگر جماعتوں نے بھی شرکت کی۔ عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید، تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، تحریک انصاف کے چوہدری سرور، علیم خان، پیپلز پارٹی کے لطیف کھوسہ، مسلم لیگ (ق) کے کامل علی آغا اور جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ، PTI کی ویمن ونگ کی صدر سلونی بخاری، PMLQ کی مرکزی راہنما ثمینہ خاور حیات، MWM کی مرکزی راہنما سکینہ مہدوی اور ہما تقویٰ اور APML کی ایڈیشنل جنرل سیکرٹری مہرین ملک اور چیئر پرسن IBL راحیلہ سعید کے علاوہ سابق ایم این اے اور سابق ضلع ناظم شیخوپورہ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی صدر محترمہ فرح ناز سمیت دیگر رہنماؤں نے شرکت کی۔ دھرنے میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی بھرپور شرکت کی۔

دھرنے کے شرکاء سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے عوامی تحریک کے قائد ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ دھرنے میں عوام کا ٹھاٹھے مارتا سمندر ہے، کارکنان کی ہمت اور جواں مردی کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے سلام پیش کرتا ہوں۔ 17 جون سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہدا کے خاندان، ان کے پسماندگان جو صبر و استقامت، جرات اور بہادری کے پہاڑ بنے رہے ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں خون بکتا ہے، ہر روز ملک میں قتل ہوتے ہیں، ہر روز شہادتیں ہوتی ہیں، ظلم و جبر ہوتا ہے، چونکہ یہاں کا نظام کسی مظلوم، کمزور اور مجبور کو انصاف دلانے کی صلاحیت نہیں رکھتا، قانون کسی کمزور اور غریب کی مدد کرنے سے قاصر ہے، سب نظام طاقتور اور ظالم کے لیے ہے۔ اس کے نتیجے میں ہر روز لاشیں گرتی ہیں لیکن لوگ دیت کے نام پر اپنے خون کو اور لاشوں کو بیچتے ہیں۔

ڈاکٹر طاہرالقادری نے کہا کہ ملک میں مایوسیوں کے بارے سمجھتے ہیں کہ انصاف نہیں ملے گا، کوئی شخص ظلم و جبر کے سامنے جرات کا پہاڑ بن کر کھڑا نہیں رہ سکتا، 17 جون کے ان شہدا کے خاندانوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، سب غریب مزدور، محنت کش اور کمزور ہیں ان لوگوں کو 2 سالوں میں کروڑوں روپے کی دیت کے نام پر آفر کی لیکن انہوں نے ٹھکرا دی، بیرون ملکوں کی ملازمتیں آفر کی گئیں اور ان کی غیرت کو خریدنے کی کوشش کی گئی، شہیدوں کے خون کی قیمت لگانے کی کوشش کی گئی مگر انہوں نے نواز اور شہباز شریف کو کہا کہ تم اپنے بیٹوں کو کھڑا کرو ہم ان پر گولی چلائیں گے اور دیت کا پیسہ ہم سے لے لو۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ شہدا کی طرح ان کے خاندان بھی عظیم ہیں جنہیں 2 سال میں فرعون کی طاقت اور قارون کا سرمایہ دونوں یکجا ہونے کے باوجود ان کی غیرت کو نہیں خریدا جاسکا، ان کا جبر اور ظلم کسی کو جھکا اور ڈرا

نہیں سکا، دولت، سرمایہ کسی کا ضمیر نہیں خرید سکے۔ انہوں نے کہا کہ یہ پاکستان کی تاریخ میں انوکھا واقعہ ہے جس تحریک میں کارکن اور شہید کے خاندان کو فرعون اپنی طاقت اور قارون اپنے سرمایہ کے باوجود نہیں خرید سکتا، حکمران اس تحریک کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہو سکتے، حکمرانوں نے رات کے اندھیرے میں 14 افراد شہید کیے اور کئی کو گولیوں سے زخمی کیا، بوڑھوں بچوں پر نہ صرف گولیاں برسائیں بلکہ ہڈیاں توڑیں اور بزرگوں کو زمین پر گھسیٹا گیا، جس کی وجہ سے کئی زخمی معذور ہو چکے ہیں، کئی ہمیشہ کے لیے بے روزگار ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ حکمرانوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج کے دور میں ایسے غیرت مند بھی زندہ ہیں، میں نے اس تحریک میں ان لوگوں کو غیرت، جرات، ایمان اور ظلم و جبر کے سامنے سینہ سپر اور کھڑے ہو جانا سکھایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شہباز شریف نے مشہور کر رکھا ہے کہ وہ 24 گھنٹوں میں 22 گھنٹے جاگ کر کام کرتے ہیں، ہمیں اتنا پتہ ہے کہ وہ سال کے 364 دنوں میں بیس بائیس گھنٹے کام کرنے والا نام نہاد وزیراعلیٰ 16 اور 17 جون کی رات اتنا سویا کہ اگلے دن تک آنکھ نہیں کھلی، انہوں نے پورے سال کی نیند کا قرضہ چکایا اور اس وقت اٹھے جب 14 لاشیں گر چکیں اور کئی کے جسم چھلنی ہو چکے تھے۔

پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ نے کہا کہ 14 جون کو شہباز شریف کے حکم پر ہی سب کچھ ہو رہا تھا، ہمارے قاتل، اعلیٰ پولیس افسران بھی ہیں، اس قتل کے ذمہ دار وفاقی اور صوبائی حکومت کے کئی وزرا ہیں اور سب سے بڑے منصوبہ ساز شریف برادران ہیں جو اس ریاستی دہشت گردی کے ذمہ دار ہیں، ان کے حکم پر بربریت ہوئی اور پولیس نے گولیاں چلائیں کیونکہ ان کے حکم کے بغیر پولیس کو لاشیں گرانے کی جرات نہیں تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مطالبہ صرف اور صرف انصاف ہے، ہمیں قصاص چاہیے اور خون کا بدلہ خون ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ جنرل راحیل شریف نے دہشت گردی کے خلاف بہادرانہ تاریخی جنگ لڑی ہے، انہوں نے بارڈر تک دہشت گردوں سے اپنی زمین چھڑا لی ہے، وہ ملکی سلامتی کی علامت ہیں، قوم کی نظریں دہشت گردی سے نجات کے لیے صرف آرمی چیف اور ان کے ادارے پر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جنرل راحیل شریف نے اسلام آباد دھرنے کے دوران سانحہ ماڈل ٹاؤن کی ایف آئی آر کٹوا کر مظلوموں کی داد رسی کی اور اب وہی ہمیں فوجی عدالتوں کے ذریعے انصاف دلائیں کیونکہ اس کے علاوہ ہمیں انصاف کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ ان کا کہنا تھا کہ قومی ایکشن پلان کے تحت دہشت گردوں کا خاتمہ ضروری ہے اور یہ لوگ دہشت گرد اور ان کے سرپرست ہیں جب کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن دہشت گردی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

پی اے ٹی کے سربراہ کا کہنا تھا کہ ادارے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کے حکم پر چلتے ہیں جب کہ ہم 2 سال کے دوران اعلیٰ عدالتوں تک بھی گئے لیکن ہماری وہاں بھی کوئی سنوائی نہ ہوئی، 2 سال گزرنے کے بعد ہم وہیں کھڑے ہیں ہمیں کوئی انصاف نہیں مل سکا۔ پاکستان کی ایک اعلی عدالت میں ہم نے سانحہ ماڈل ٹاون کے حوالے سے اپنا دعویٰ بھی دائر کر رکھا ہے۔ اس میں 26 گواہان پیش ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک یہ فیصلہ بھی نہیں ہو سکا کہ آیا یہ کیس قابل سماعت ہے یا نہیں ہے۔ جس ملک میں قاتلوں کا تعلق حکمران طبقے سے ہو وہاں انصاف ملنے کی امید کیسے کی جا سکتی ہے؟

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ ان حکمرانوں کی وجہ سے پاکستان آج خطے میں تنہا رہ گیا کیوں کہ وزیراعظم کو ملکی معاملات میں کوئی دلچسپی نہیں جب کہ ملک کا کوئی وزیرخارجہ نہ ہو اور وزیراعظم لندن میں خودساختہ جلاوطنی گزار رہے

ہوں اور کابینہ کے پاس کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار نہ ہو تو وہ ملک آمریت سے بھی بڑھ کر بادشاہت میں چلایا جا رہا ہوتا ہے اس پر پھر نظام، آئین اور جمہوریت کی بات کی جاتی ہے، حکمرانوں نے صرف ذاتی اور کاروباری تعلقات بنائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاناما میں جب ان کی آف شور کمپنیاں نکل آئیں تو وزیراعظم نے قوم سے خطاب میں خود کو احتساب کے لیے پیش کیا لیکن پارلیمانی کمیٹی ایک ہی نقطے پر 3 ہفتے پر بحث کے بعد ختم کردی گئی کیوں کہ حکومتی وزراء نواز شریف کا احتساب نہیں چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد قادری نے کہا کہ پاکستان قدرتی اور انسانی وسائل سے مالا مال ملک ہے، اس ملک کو نااہل اور کرپٹ حکمرانوں سے پاک کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمران ستمبر تک اپنے عہدوں پر برقرار رہتے نظر نہیں آ رہے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نے احتجاجی دھرنا عید تک ملتوی کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اگر انہیں انصاف اور قصاص نہ ملا تو ایک ہفتے کے نوٹس پر کسی بھی وقت دھرنے کی کال دی جا سکتی ہے۔

عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید نے کہا رمضان المبارک کی رات اتنا بڑا جلسہ زندگی میں کبھی نہیں دیکھا، حکمران چور اور بے ایمان ہیں۔ آج ٹریلر چلا عید کے بعد ایسی فلم چلے گی کہ جاتی عمرہ کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔ جس ملک کا وزیر خزانہ منی لانڈرنگ میں ملوث ہو وہ ملک کیسے چل سکتا ہے۔ نواز شریف کی کابینہ میں 2 بار وزیر رہا ہوں، اسے جانتا ہوں، یہ گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلے گا۔ 10 جولائی سے 10 ستمبر تک گو نواز گو ہوگا۔

پیپلز پارٹی کے رہنما میاں منظور وٹو نے کہا کہ آصف علی زرداری کی ہدایت پر آج شہداء کے احتجاجی جلسے میں شرکت کر رہے ہیں جب تک شہدائے ماڈل ٹاؤن کو انصاف نہیں ملتا شہداء اور ڈاکٹر طاہرالقادری کے ساتھ ہیں۔

پیپلز پارٹی کے رہنما لطیف کھوسہ نے کہا کہ شہباز شریف نے ماڈل ٹاؤن میں قتل عام کروایا، اسے قاتل اعلیٰ کا ٹائٹل ملنا چاہیے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نے درست کہا شریف برادران کے ہوتے ہوئے انصاف نہیں ملے گا۔

ایم کیو ایم کے سینئر میاں عتیق الرحمٰن نے کہا کہ لاہور میں اتنا بڑا سانحہ ہوا حکومت کہاں تھی؟ مظلوموں کو انصاف ملنا چاہیے اظہار یکجہتی کیلئے احتجاجی دھرنے میں شرکت کی ہے۔

تحریک انصاف کے رہنما چودھری سرور نے کہا کہ عمران خان اور پوری تحریک انصاف ماڈل ٹاؤن کے شہیدوں کے ساتھ ہے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری اسلام اور دین کی خدمت کر رہے ہیں وہ قابل فخر ہیں۔ ماڈل ٹاؤن کے ظلم کو 2 سال ہو گئے مگر کسی ایک کو سزا نہیں ملی۔ ڈاکٹر طاہرالقادری کے پیچھے لاکھوں کارکنان ہیں اگر انہیں انصاف نہیں مل سکتا تو عام آدمی کا کیا حال ہوگا؟

ق لیگ کے رہنما سینیٹر کامل علی آغا نے کہا کہ ماڈل ٹاؤن میں دو سال قبل وحشیانہ قتل عام ہوا اور گھنٹوں قتل عام جاری رہا جس میں 14 شہری شہید اور 100 سے زائد کو گولیاں ماری گئیں۔ شہداء کے قاتل حکومت میں بیٹھے ہیں۔ قاتل دندناتے پھر رہے ہیں اور شہداء کے ورثاء مارے مارے پھر رہے ہیں۔

پاکستان مسلم لیگ کے صدر چودھری شجاعت حسین، چودھری پرویز الٰہی پہلے بھی شہداء اور ڈاکٹر طاہرالقادری کے ساتھ تھے اور حصول انصاف کیلئے آج بھی شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔

احتجاجی دھرنا سے پاکستان عوامی تحریک کے سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈاپور، ایڈیشنل سیکرٹری جنرل خواجہ عامر فرید کوریجہ، ساجد بھٹی، محترمہ افنان بابر اور محترمہ عائشہ مبشر اور دیگر رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔

چور مچائے شور

پاکستان عوامی تحریک کے سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈاپور نے رانا ثناء اللہ کی سربراہ عوامی تحریک ڈاکٹر طاہرالقادری پر تنقید کو چور مچائے شور قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ الزام تراشی وہ شخص کررہا ہے جس کے اپنے آقاؤں کے نام آف شور کمپنیاں بنانے کی فہرستوں میں شامل ہیں اور اس بدعنوان حکمران خاندان کی بدعنوانی کے اشتہار پوری دنیا میں شائع ہورہے ہیں اور بیرون ملک مقیم پاکستانی کمیونٹی منہ چھپاتی پھرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پوری دنیا جانتی ہے کہ آف شور کمپنیوں کے مالکان کون ہیں جو احتساب سے بھاگ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ٹی او آرز کی تیاری اور احتساب سے بھاگنے والا شریف خاندان ہے، ان کے حواری سوچ سمجھ کر بات کیا کریں۔ انہوں نے کہا کہ اگست 2014ء کے دھرنے کے دوران رانا ثناء اللہ اور ان کے آقاؤں نے ایف بی آر، ایف آئی اے، نیب پولیس کے ذریعے ڈاکٹر طاہرالقادری کا کڑا احتساب کیا اور الٹا لٹکنے کے باوجود ایک پائی کی بدعنوانی ثابت نہ کر سکے اور نہ ہی کوئی ایک لائن کا اعتراض سامنے لا سکے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری کا ماضی، حال کھلی کتاب کی طرح ہے۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کے نام لاہور میں صرف ایک جائیداد ہے وہ ان کا رہائشی ایک کنال کا گھر ہے جہاں 3 فیملیز رہائش پذیر ہیں، اس کے علاوہ پوری دنیا میں ان کے نام ایک انچ زمین نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ مال روڈ کا عظیم الشان دھرنا ماڈل ٹاؤن کے قاتل حکمرانوں کے خلاف ریفرنڈم تھا۔ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کا خون، قاتلوں کا پیچھا کرتا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ پانامہ لیکس کے مقابلے میں رانا لیکس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ رانا ثناء اللہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کا ماسٹر مائنڈ، کالعدم تنظیموں کا سرپرست اور چھوٹو گینگ کا سرغنہ ہے جس کے اپنے دامن میں سو چھید ہوں اسے دوسرے کے دامن پر داغ تلاش نہیں کرنے چاہیے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کے وفد کی ینگ نرسز ایسوسی ایشن کے دھرنے میں شرکت

سروس سٹرکچر میں بہتری اور ہیلتھ رسک الاؤنس کی فراہمی سمیت دیگر مطالبات کے حق میں ینگ نرسز ایسوسی ایشن نے گذشتہ ماہ پنجاب اسمبلی کے سامنے مال روڈ پر دھرنا دیا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کے وفد نے 02 جون 2016 کو ینگ نرسز ایسوسی ایشن کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کے لیے دھرنے میں شرکت کی۔ وفد میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی ذمہ داران زینب ارشد، ام حبیبہ اور اقراء یوسف شامل تھیں۔

دھرنے کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے زینب ارشد کا کہنا تھا منہاج القرآن ویمن لیگ ہمیشہ محنت کش طبقے کے ساتھ کھڑی ہوئی ہے۔ سروس سٹرکچر اور ہیلتھ رسک الاؤنس کی فراہمی جیسے بنیادی مطالبات کے لیے ہم نرسز کے ساتھ ہیں۔ اڑھائی سال سے سروس سٹرکچر کا معاملہ التواء کا شکار ہے، صوبائی حکومت بار بار جھوٹے وعدوں سے معاملے کو ٹال رہی ہے۔ میٹرو بس اور اورنج ٹرین جیسے غیرضروری منصوبوں پر کھربوں خرچ کرنے والے حکمران محنت کش کو اس کا حق دینے کے لیے تیار نہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ 36 گھنٹوں کی ڈیوٹی لینے کے باوجود نرسز کو ہیلتھ رسک الاؤنس نہ دینا سرمایہ دار حکمرانوں کی مزدور دشمنی کو آشکار کرتا ہے۔

شب بیداری (راولپنڈی)

22 مئی بروز اتوار منہاج القرآن ویمن لیگ ضلع راولپنڈی کے زیر اہتمام بسلسلہ شب برات شب بیداری کا اہتمام جس میں ضلع راولپنڈی میں مرکز کی نمائندگی کرتے ہوئے زونل ناظمہ شمالی پنجاب محترمہ عائشہ مبشر اور صدر ایم ایس ایم نے خصوصی شرکت کی محترمہ عائشہ مبشر نے خشیت وگریہ زاری اور قربت الٰہی کے موضوع پر پر اثر خطاب کیا۔ صدر راولپنڈی ناہیدہ راجپوت نے پرسوز اور رقت آمیز دُعا کے ذریعے ماحول کو پرآشوب کر دیا۔ محفل کا اختتام سحری کے بعد ہوا۔ شرکاء کو سحری ضلعی تنظیم نے اپنے ہاتھوں سے تقسیم کی۔

اسلام آباد میٹنگ

زونل ناظمہ شمالی پنجاب عائشہ مبشر نے منعقدہ میٹنگ میں تحصیلی ٹارگٹس تقسیم کئے اور بھرپور موٹیویشن دی۔ تحصلی صدر محترمہ روبینہ سہیل نے سہ ماہی کارکردگی رپورٹ پیش کی۔ صدر ایم ایس ایم سسٹرز زینب ارشد نے اسلام آباد رورل کی ایم ایس ایم سسٹرز کی تحصیلی تنظیم تشکیل دی اور آئندہ چھ ماہ کا ورکنگ پلان سمجھایا۔ میٹینگ کا اختتام مشن مصطفوی ﷺ کے لئے دن اور رات ایک کر دینے کے عہد پر ہوا۔ اور کارکنان نے ٹارگٹس کے بھرحصول کی یقین دہانی کروائی۔

تنظیمی تربیتی ورکشاپس پشاور، ہزارہ ڈویژن

منہاج القرآن ویمن لیگ کے پلیٹ فارم سے پشاور اور ہزارہ ڈویژن میں تنظیمی تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا گیا۔ ان ورکشاپس کا مقصد MWL کی تنظیمات کی فکری ونظریاتی اور تنظیمی وانتظامی تربیت کرنا اور نئے تنظیمی سٹرکچر کے قیام اور استحکام کے ہدف کو یقینی بنا کر زیادہ سے زیادہ تنظیمی نتائج کے حصول کی تربیت دینا تھا۔ ان ورکشاپس میں محترمہ گلشن ارشاد زونل ناظمہ KPK، محترمہ انیلا الیاس زونل ناظمہ سنٹرل پنجاب اور محترمہ عائشہ قادری زونل ناظمہ جنوبی پنجاب نے شرکت کی۔

مورخہ 13، 14 اور 15 مئی کو بالترتیب پشاور، مانسہرہ اور ہری پور میں تنظیمی ورکشاپس کا انعقاد کیا گیا۔ جن میں کارکنان اور عہدیداران نے بھرپور شرکت کی۔ محترمہ گلشن ارشاد نے نئے تنظیمی سٹرکچر پر لیکچر دیا اور تنظیمی چینل کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی اور ٹیم ورک کی ضرورت واہمیت اور تنظیمی چینل پر عمل پیرا ہونے کے فوائد بیان کئے۔ محترمہ انیلا الیاس نے دعوتی وتنظیمی منصوبے پر بریفنگ دے کر موثر اور نتیجہ خیز دعوت کے ٹولز پر روشنی ڈالی۔ محترمہ عائشہ قادری نے ضرب امن مہم کی ضرورت واہمیت اور طریقہ کار کو تفصیلاً بیان کیا۔ ان کامیاب تنظیمی ورکشاپس کے نتیجے میں 24 رفاقتیں اور 3 اضلاع کی تنظیم نو کی تشکیل ہوئی۔

حضرت سید شاہ مقبول کے عرس میں شرکت

مورخہ 17 مئی کو پشاور کی عظیم روحانی شخصیت حضرت سید شاہ مقبول کا عرس تھا۔ جس میں خواتین کے سالانہ اجتماع میں خصوصی خطاب کے لئے مرکزی ناظمہ دعوت محترمہ گلشن ارشاد کو دعوت دی گئی۔

عرس میں پشاور کے علاوہ ملک بھر سے مریدین اور عشاقان راہ طریقت شرکت کرتے ہیں جن میں خواتین کی کثیر تعداد بھی شامل ہوتی ہے۔ خواتین کی محفل پاک مختلف سلاسل کی سادات خواتین کے علاوہ سیاسی اور سماجی شخصیات نے بھی شرکت کی۔ محفل پاک کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اور منہاج نعت کونسل پشاور نے خوبصورت اور پُر اثر انداز میں نعت خوانی اور منقبت خوانی کی جس سے شرکاء پر روحانی کیفیت طاری ہوگئی۔ پھر خطاب کی دعوت دی گئی محترمہ گلشن ارشاد نے اولیاء کرام کی شان اور اصلاح معاشرہ میں اولیاء کے کردار کے موضوع پر انتہائی مدلل اور پر تاثیر گفتگو کی اور اپنے پیغام میں کہا آج بھی اگر معاشرہ عروج، ارتقاء، محبت، اخوت اور امن و آشتی کا گہوارہ بن سکتا ہے اگر اولیاء کرام کے اسوہ پر عمل پیرا ہوا جائے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ لاہور

منہاج القرآن ویمن لیگ راوی ٹاؤن B کے زیر انتظام 3 روزہ درس قرآن کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں موثر خواتین نے شرکت کی۔ محترمہ عفت علی خطاب کے فرائض سرانجام دیتی رہیں۔ درس قرآن میں خواتین کو 17 جون کے دھرنے کی بھرپور دعوت دی گئی جس کی وجہ سے دھرنے میں کثیر تعداد نے شرکت کی اور ممبر شپ میں بھی اضافہ ہوا۔

☆ منہاج القرآن ویمن لیگ کینٹ A کے زیر انتظام 21 روزہ اسلامک لرننگ کورس کا اہتمام کیا گیا۔ جس کے مشمولات میں تجوید، قرات، نعت خوانی، دف، فقہ اور حدیث تھے۔ ویمن لیگ کی بھرپور محنت پر اس کورس میں کثیر تعداد میں خواتین نے شرکت کی۔ کورس کی معلّمہ محترمہ عاتکہ گلزار اور ثناء شریف تھیں۔ کورس کے اختتام میں طلبہ کی حوصلہ افزائی کی گئی اور طلبہ کے درمیان اسناد تقسیم کی گئی۔

اظہار تعزیت

محترم ڈاکٹر تنویر اعظم سندھو (آرگنائزر عوامی تحریک سنٹرل پنجاب) کی والدہ محترمہ اور نائب صدر ویمن لیگ کراچی محترمہ تسبیحہ کی والدہ محترمہ اور محترمہ سدرہ کرامت سابقہ ناظمہ تنظیمات کی نانی جان اور ماموں جان قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم امیر تحریک، محترم ناظم اعلیٰ اور جملہ قائدین مرحومین کے ورثاء کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومین کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر استقبالِ قائد کے موقع پر لوگوں کا جمِ غفیر

محترمہ گلشن ارشاد ناظمہ زونل KPK کے ہری پور، مانسہرہ اور پشاور میں وزٹس

راولپنڈی: ویمن لیگ کے زیر اہتمام ”شب توبہ“ کے پروگرام میں عائشہ مبشر ناظمہ زونل جنوبی شمال کی شرکت

لاہور: منہاج القرآن ویمن لیگ کے وفد کی ینگ نرسز ایسوسی ایشن کے دھرنے میں شرکت

اطلاع برائے معلمات کیمپ

آغاز کلاسز: یکم اگست سے 10 اگست 2016ء انٹرویو کی تاریخ: 31 جولائی دوپہر 2 سے شام 8 بجے تک

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
JULY-2016
LAHORE
Regd CPL No.45

سالانہ 42 واں

عرس مبارک

فریدِ ملت

ڈاکٹر فریدالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

والد گرامی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی

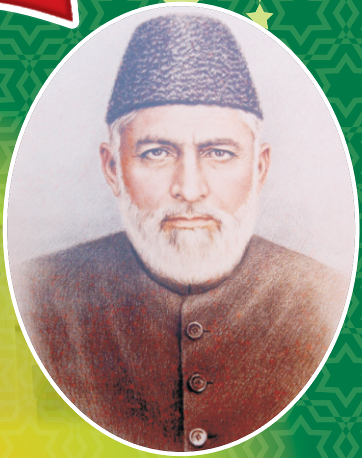

بمقام: دارالعلوم فریدیہ قادریہ ملحقہ دربار فریدِ ملت بستی لوہلے شاہ جھنگ صدر

بتاریخ: 16 شوال ۱۴۳۷ھ

زیرِ نگرانی
علامہ حافظ عبدالقدیر قادری
ڈائریکٹر دارالعلوم ہذا

خصوصی خطاب
خطیب دلپذیر، مقرر شعلہ بیان
حضرت علامہ غلام ربانی تیمور

زیرِ صدارت
صاحبزادہ محمد صبغت اللہ قادری
متولی دربار فریدِ ملت

تلاوت: نجم القراء، فخر القراء قاری نور احمد چشتی

نقابت: حافظ محمد حسنین حیدر

فریدی نعت کونسل جھنگ

استقبالیہ کلمات: نوجوان سکالر صاحبزادہ عمر مصطفی قادری

نعت خواں: الحاج محمد افضل نوشاہی لاہور، محمد سرور صدیق لاہور، محمد شکیل طاہر لاہور، منہاج نعت کونسل لاہور، شہزاد برادران

خصوصی آمد: مرکزی قائدین، مشائخ و سکالرز

چیف آرگنائزر: محمد جواد حامد ڈائریکٹر ایڈمن و اجتماعات منہاج القرآن انٹرنیشنل

پروگرام ان شاء اللہ
قرآن خوانی ——— بعد نماز فجر تا ظہر
غسل دربار شریف ——— بعد نماز ظہر
رسم چادر پوشی ——— بعد نماز عصر
محفل ذکر مصطفیٰ ——— بعد نماز مغرب
خصوصی خطاب ——— بعد نماز عشاء
آخر میں لنگر تقسیم ہوگا
خواتین کیلئے باپردہ انتظام

داعی الی الخیر: صاحبزادہ محمد طاہر قادری و تحریکِ منہاج القرآن جھنگ
0334-6331063 , 0333-6767094

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی کی مختلف موضوعات پر مشتمل کتب، سی ڈیز لائبریری دارالفرید المعروف فریدیہ ٹرسٹ محلہ پرانی عیدگاہ جھنگ صدر میں دستیاب ہیں
اوقات روزانہ عصر تا مغرب